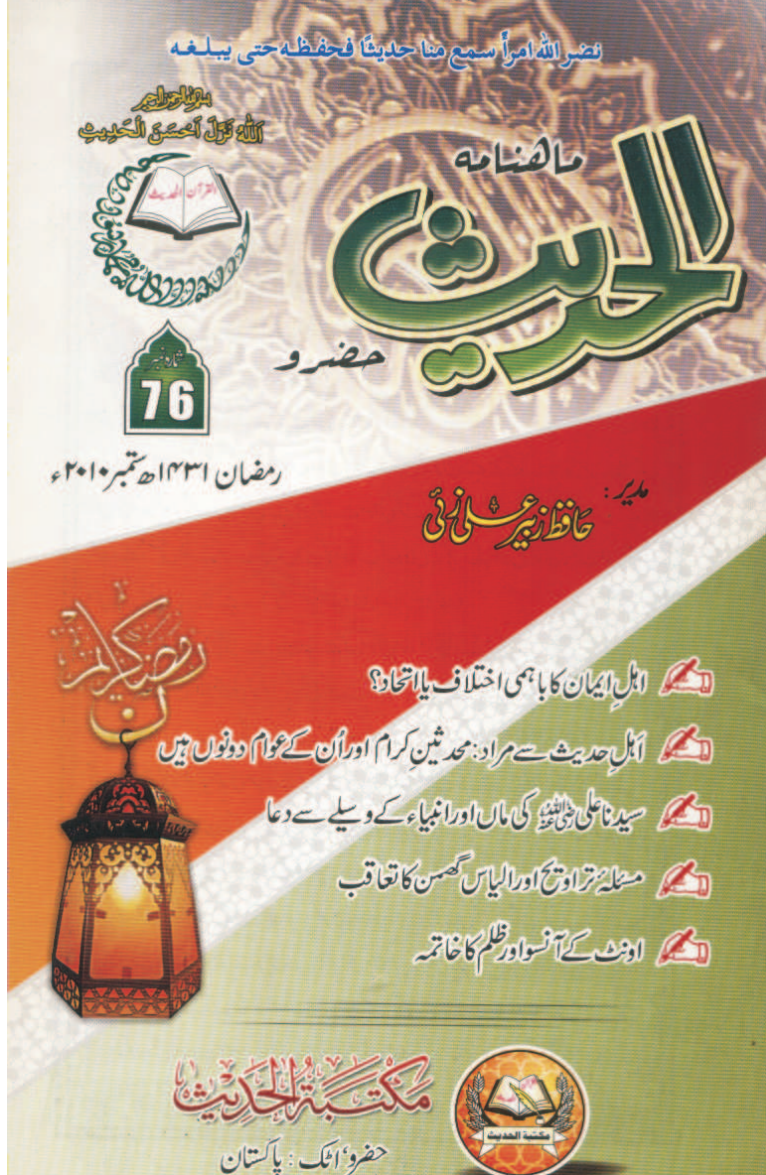


MAKTABA TUL HADITH HAZRO

By Alhadith at 4:23:54 AM, 4/11/2015



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مدیر

حافظ زبیر علی زئی

معاونین

حافظ ندیم ظہیر
ابو خالد شاکر
محمد اعظم
ابو جابر عبداللہ دامانوی

اس
شمارے میں

فقہ الحدیث
توضیح الاحکام
سلف صالحین اور تقلید (قسط نمبر ۲)
مسئلہ تراویح اور الیاس گھمن کا تعاقب
ضروری اعلانات
اونٹ کے آنسو اور ظلم کا خاتمہ

2 حافظ زبیر علی زئی
6 حافظ زبیر علی زئی
13 حافظ زبیر علی زئی
33 محمد زہیر صادق آبادی
48 ابو معاذ
49 ابو معاذ

اللہ تبارک و تعالیٰ احسن الحدیث

الحديث
ماہنامہ

جلد: 7 | رمضان ۱۴۳۱ھ | ستمبر ۲۰۱۰ء | شمارہ: 9

قیمت

فی شمارہ: 20 روپے
سالانہ: 200 روپے
علاوہ محصول ڈاک
پاکستان: مع محصول ڈاک
300 روپے

خط کتابت

مکتبہ الحدیث
حضرت ضلع انک

نشر حافظ شیر محمد
0300-5288783

مقام اشاعت

مکتبہ الحدیث
حضرت ضلع انک

برائے رابطہ
0302-5756937

حافظ زبیر علی زئی

فقہ الحدیث

اہل ایمان کا باہمی اختلاف یا اتحاد؟

(۲۲۷) وعن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: سمع النبي قوماً يتدارؤون في القرآن فقال: ((إنما هلك من كان قبلكم بهذا، ضربوا كتاب الله بعضه ببعض وإنما نزل كتاب الله يصدق بعضه بعضاً فلا تكذبوا بعضه ببعض فما علمتم منه فقولوا وما جهلتم فكلوه إلى علمه.)) رواه أحمد وابن ماجه . اور عمرو بن شعيب (بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص) سے روایت ہے، انھوں نے اپنے ابا (شعيب بن محمد) سے، انھوں نے اُن کے دادا (سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے ایک قوم کو قرآن کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: تم سے پہلے لوگ اس کے ساتھ ہلاک ہوئے، انھوں نے کتاب اللہ کو ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا دیا اور کتاب اللہ تو ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہوئے نازل ہوئی تھی لہذا تم بعض کو بعض سے ٹکرا کر نہ جھگڑاؤ، پھر جو جانتے ہو تو وہ کہو اور جو نہیں جانتے تو اسے اس کے عالم کے سپرد کر دو۔

اسے احمد (۱۸۵/۲ ح ۶۷۱ واللفظ لہ) اور ابن ماجہ (۹۵) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: مسند احمد کی سند ضعیف ہے۔

مسند احمد کی روایت میں امام ابن شہاب الزہری مدلس ہیں۔

دیکھئے علل الحدیث لابن ابی حاتم (۳۲۴ ح ۹۶۴) شرح معانی الآثار للطحاوی (۵۵/۱ باب مسال الفرق) اور طبقات المدلسین لابن حجر (۳/۱۰۲ طبقہ ثالثہ)

اور یہ روایت عن سے ہے لہذا ضعیف ہے۔

سنن ابن ماجہ میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے اور وہ تقدیر کے بارے میں ایک دوسرے سے جھگڑا یعنی اختلاف کر رہے تھے۔ غصے کی وجہ سے

آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا گویا کہ انار نچوڑ دیا گیا تھا، پھر آپ نے فرمایا:
(بہذا أمرتم أو لهذا خلقتم؟ تضربون القرآن بعضه ببعض، لهذا هلك
الأمم قبلکم .)) کیا تمہیں اس کا حکم دیا گیا ہے یا کیا تم اس کے لئے پیدا کئے گئے ہو؟ تم
قرآن کو ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہو! تم سے پہلے والی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئی
ہیں۔ الخ (سنن ابن ماجہ تحقیق الالبانی ص ۳۱)
اس کی سند حسن ہے اور بوسیری نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔
(تسہیل الحجۃ فی تحقیق سنن ابن ماجہ قلمی ص ۸۶ ج ۱)

فقہ الحدیث:

- ۱: تقدیر کے مسئلے میں اہل ایمان کا باہمی اختلاف جائز نہیں ہے۔
- ۲: کتاب اللہ کو ایک دوسرے سے ٹکرا نا ہلاک شدہ امتوں (مثلاً یہود و نصاریٰ) کا وطیرہ
ہے۔
- ۳: کتاب اللہ میں کوئی تعارض نہیں ہے اور اسی طرح قرآن و حدیث میں بھی کوئی
تعارض نہیں ہے۔
- ۴: اگر مناسب نتیجہ نکلنے کی اُمید ہو تو کتاب و سنت کے منافی اُمور کا سختی سے رد کرنا بھی
جائز ہے۔
- ۵: رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی تربیت کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔
- ۶: کتاب و سنت کے خلاف اُمور میں مد اہنت اور نرمی ناجائز ہے۔
- ۷: رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔
- ۸: کتاب و سنت کے خلاف اُمور پر غصہ آجانا فطری اور قابلِ تعریف ہے۔
- ۹: شریعتِ اسلامیہ میں اہل ایمان کا باہمی اتحاد ہر حال میں ضروری ہے۔
- ۱۰: بطورِ فائدہ عرض ہے کہ ”اختلاف امتی رحمة“ [میری امت کا اختلاف رحمت
ہے] کے الفاظ سے جو حدیث بیان کی جاتی ہے، اس کی کوئی سند کسی کتاب میں موجود

نہیں بلکہ یہ موضوع روایت ہے جس کا بیان کرنا حلال نہیں ہے۔
(۲۲۸) وعن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ: ((أنزل القرآن على سبعة أحرف لكل آية منها ظهر و بطن ولكل حد مطلع))
رواه في شرح السنة . اور (سیدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ)) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے، ہر آیت کا ایک ظاہر اور ایک باطن (یعنی ظاہری اور باطنی معنی) ہے اور ہر حد (انتہا) کے لئے ایک مقام ہے۔
اسے (بغوی نے) شرح السنہ (۲۶۳/۱ تحت ج ۱۲۲) میں روایت کیا ہے۔
تحقیق الحديث: ضعیف ہے۔

یہ روایت شرح السنہ میں مکمل سند کے بغیر ہے (ص ۲۶۳ ج ۱) لیکن تفسیر ابن جریر الطبری (ج ۱ ص ۹) میں اس کی سند موجود ہے۔ یہ سند تین وجہ سے ضعیف ہے:
۱: واصل بن حیان الاحدب کا استاد (عمن ذکرہ) مجہول ہے۔
۲: مغیرہ بن مقسم مدلس ہیں اور یہ روایت عن سے ہے۔
۳: محمد بن حمید الرازی سخت ضعیف اور جمہور کے نزدیک مجروح ہے۔
تفسیر ابن جریر میں اس کی دوسری سند بھی ہے جس میں محمد بن حمید الرازی سخت ضعیف، مہران بن ابی عمر کی سفیان ثوری والی روایات میں غلط کثیر، سفیان ثوری مدلس اور ابراہیم بن مسلم الجہری لین الحديث (ضعیف) ہے۔
شرح السنہ (۲۶۲/۱ ج ۱۲۲) میں حسن بصری رحمہ اللہ سے اس مفہوم کی ایک مرسل روایت ہے، جس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔
صحیح ابن حبان (الاحسان: ۷۵) میں اس مفہوم کی ایک مختصر روایت ہے جس کی سند محمد بن عجلان اور ابواسحاق السبعی دو مدلسوں کی تدلیس (عن عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔
خلاصہ یہ کہ یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے۔
تنبیہ: قرآن کا سات حرفوں میں نازل ہونا بالکل صحیح ہے۔

دیکھئے مسند احمد (۳۰۰/۲) صحیح ابن حبان (۷۴) وسندہ صحیح) اور میری کتاب: توفیق الباری فی تطبیق القرآن و صحیح البخاری (ص ۷۲-۷۵)

(۲۳۹) وعن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ: ((العلم ثلاثة : آية محكمة أو سنة قائمة أو فريضة عادلة وما كان سوى ذلك فهو فضل)) . رواه أبو داود و ابن ماجه .

اور (سیدنا) عبداللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم تین ہیں: محکم آیت یا سنت قائمہ یا فریضہ عادلہ اور ان کے سوا جو کچھ ہے وہ زیادہ یا فضول ہے۔ اسے ابوداؤد (۲۸۸۵) اور ابن ماجہ (۵۴) نے روایت کیا ہے۔
تحقیق الحديث: اس کی سند ضعیف ہے۔

اس روایت میں عبدالرحمن بن زیاد بن النعم الافریقی اور اس کا استاد عبدالرحمن بن رافع التونخی دونوں ضعیف ہیں۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۳۸۶۲، ۳۸۵۶) اور کتب اسماء الرجال تنبیہ: محکم آیت سے مراد وہ آیت ہے جس کا مطلب صاف اور واضح ہے، تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔ سنت قائمہ سے مراد قائم و دائم اور ثابت شدہ سنت ہے۔ فریضہ عادلہ سے مراد عدل و انصاف والا فرض ہے، جس میں لوگوں کے لئے خیر ہی خیر ہے۔ یہ مختصر لغوی تشریح بطور فائدہ و تفہیم کردی ہے اور ضعیف روایت کے فقہ الحدیث کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

اعلان

محترم محمد زبیر صادق آبادی صاحب کے مضمون ”مسئلہ تراویح اور الیاس گھمن کا تعاقب“ کی وجہ سے ”زیارتِ روضہ رسول ﷺ کی روایات اور ان کی تحقیق“ والا تحقیقی مقالہ اس رسالے (عدد ۷۶) سے نکال کر آنے والے رسالے (عدد ۷۷) میں منتقل کر دیا گیا ہے لہذا قارئین کرام منتظر رہیں۔ ان شاء اللہ

(حافظ شیر محمد)

حافظ زبیر علی زئی

توضیح الاحکام

اہل حدیث سے مراد: محدثین کرام اور اُن کے عوام دونوں ہیں

سوال: آج کل بعض لوگ کہتے ہیں: ”اہل حدیث سے مراد صرف محدثین کرام ہیں، محدثین کے عوام نہیں ہیں۔“ کیا ان لوگوں کی یہ بات صحیح ہے؟ (ایک سائل)

الجواب: ان لوگوں کی یہ بات بالکل غلط اور خود ساختہ ہے اور حق یہ ہے کہ اہل حدیث سے (صحیح العقیدہ) محدثین کرام اور حدیث پر عمل کرنے والے اُن کے عوام دونوں مراد ہیں۔ اس کی فی الحال دس (۱۰) دلیلیں پیش خدمت ہیں:

۱) علمائے حق کا اجماع ہے کہ طائفہ منصورہ (فرقہ ناجیہ) سے مراد اہل حدیث ہیں لہذا عرض ہے کہ جب محدثین کرام جنت میں تشریف لے جائیں گے تو کیا اُن کے عوام باہر کھڑے رہیں گے؟!

۲) امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ”صاحب الحدیث عندنا من يستعمل الحديث“ ہمارے نزدیک اہل حدیث وہ ہے جو حدیث پر عمل کرتا ہے۔

(مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۲۰۸ و سندہ صحیح)

۳) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اہل حدیث کا یہ مطلب نہیں لیتے کہ اس سے مراد صرف وہی لوگ ہیں جنہوں نے حدیث سنی، لکھی یا روایت کی ہے بلکہ اس سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ ہر آدمی جو اس کے حفظ، معرفت اور فہم کا ظاہری و باطنی لحاظ سے مستحق ہے اور ظاہری و باطنی لحاظ سے اس کی اتباع کرتا ہے اور یہی معاملہ اہل قرآن کا ہے۔

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۹۵، ماہنامہ الحدیث حضور: ۲۹ ص ۳۲)

حافظ ابن تیمیہ کی اس تشریح سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث سے مراد دو قسم کے لوگ ہیں: محدثین کرام اور اُن کے عوام۔

- ۴) حافظ ابن حبان نے اہل حدیث کی درج ذیل صفت بیان کی:
وہ حدیثوں پر عمل کرتے ہیں، ان کا دفاع کرتے ہیں اور ان کے مخالفین کا قلع قمع کرتے
ہیں۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۱۲۹، الحدیث حضور: ۲۹ ص ۲۳)
- ۵) ثقہ امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۹ھ) نے فرمایا: دنیا میں کوئی ایسا بدعتی
نہیں جو اہل حدیث سے بغض نہیں رکھتا۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۴۷ و سندہ صحیح)
یہ بات عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ صحیح العقیدہ محدثین کرام اور ان کے عوام دونوں
سے اہل بدعت بہت بغض رکھتے ہیں۔
- ۶) قرآن مجید سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ پکارا
جائے گا۔ (دیکھئے سورۃ بنی اسرائیل: ۷۱)
اس کی تشریح میں حافظ ابن کثیر نے بعض سلف (صالحین) سے نقل کیا کہ یہ آیت
اہل حدیث کی سب سے بڑی فضیلت ہے، کیونکہ ان کے امام نبی ﷺ ہیں۔
(تفسیر ابن کثیر ۱/۶۴، دیکھئے الحدیث حضور: ۲۹ ص ۲۸)
- محدثین کرام اور ان کے عوام دونوں نبی کریم ﷺ کو ہی اپنا امام یعنی امام اعظم سمجھتے ہیں۔
- ۷) حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنے مشہور قصیدے نونیہ میں فرمایا:
اے اہل حدیث سے بغض رکھنے اور گالیاں دینے والے، تجھے شیطان سے دوستی قائم کرنے
کی بشارت ہو۔ (الکافیہ الشافیہ ص ۱۹۹، الحدیث حضور: ۲۹ ص ۲۸)
- دنیا میں آپ جہاں بھی چلے جائیں، یہ دیکھیں گے کہ محدثین کرام اور ان کے عوام
سے تمام اہل بدعت بغض رکھتے ہیں اور بسا اوقات گالیاں بھی دیتے ہیں۔
- ۸) جلال الدین سیوطی نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر: ۷۱ کی تفسیر میں نقل فرمایا:
اہل حدیث کے لئے اس سے زیادہ فضیلت والی دوسری کوئی بات نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ
کے سوا اہل حدیث کا کوئی امام نہیں ہے۔ (تدریب الراوی ج ۲ ص ۱۲۶، نوع ۲۷)
- محدثین کرام کی طرح ان کے عوام بھی علانیہ طور پر نبی کریم ﷺ کو ہی اپنا امام (یعنی

امام اعظم (قراردیتے ہیں اور یہی اُن کا منہج و ایمان ہے۔

۹) ابو منصور عبد القاهر بن طاهر البغدادی (متوفی ۴۲۹ھ) نے ملک شام وغیرہ کی سرحدوں پر رہنے والے مسلمانوں کے بارے میں کہا: وہ سب اہل سنت میں سے اہل حدیث کے مذہب پر ہیں۔ (اصول الدین ص ۳۱۷)

یہ کسی دلیل سے ثابت نہیں کہ صرف محدثین کرام ہی مذکورہ سرحدی علاقوں میں رہتے تھے اور وہاں اُن کے عوام موجود نہیں تھے لہذا ثابت ہوا کہ عبد القاهر البغدادی کے نزدیک محدثین کے عوام بھی اہل حدیث ہیں۔

۱۰) ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن البناء المقدسی البشاری (متوفی ۳۸۰ھ) نے اپنے دور کے اہل سندھ کے بارے میں لکھا:

”مذاہبہم اکثرہم أصحاب حدیث و رأیت القاضي أبا محمد المنصوري داوياً إماماً في مذهبه وله تدریس و تصانیف، قد صنف كتباً عدة حسنة.“
ان (سندھیوں) کے مذاہب: ان میں اکثر اہل حدیث ہیں اور میں نے قاضی ابو محمد المنصوری کو دیکھا، وہ داود ظاہری کے مسلک پر اپنے مذہب (اہل ظاہر) کے امام تھے، وہ تدریس بھی کرتے ہیں اور کتابیں بھی لکھی ہیں، انھوں نے بہت سی اچھی کتابیں لکھی ہیں۔

(احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیہ ص ۳۶۳)

بشاری نے سندھیوں کی اکثریت کو اہل حدیث قرار دے کر یہ ثابت کر دیا کہ محدثین کرام کی طرح صحیح العقیدہ عوام بھی اہل حدیث ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی دلائل ہیں اور ہمارے علم کے مطابق کسی مستند محدث یا معتبر عالم سے یہ قطعاً ثابت نہیں کہ اہل حدیث سے مراد صرف محدثین کرام ہیں، اور یہ کہ محدثین کرام تو گزر چکے ہیں اور اب کوئی محدث دنیا میں باقی نہیں رہا اور نہ یہ ثابت ہے کہ کتاب و سنت پر (تقلید کے بغیر) عمل کرنے والے محدثین کرام کے عوام اس سے مراد نہیں ہیں۔

(۳۱/مارچ ۲۰۱۰ء)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ماں اور انبیاء کے وسیلے سے دعا

سوال کیا یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد (رضی اللہ عنہا) کی وفات پر ”بحق نبیک و الانبیاء الذین من قبلی“ یعنی انبیاء کے وسیلے سے دعا مانگی تھی؟ (ایک سائل)

الجواب روح بن صلاح کی بیان کردہ ایک روایت میں آیا ہے:

”حدثنا سفیان الثوري عن عاصم الأحول عن أنس بن مالك قال: لما ماتت فاطمة بنت أسد بن هاشم أم علي، دخل عليها رسول الله ﷺ فجلس عند رأسها فقال: رحمك الله يا أمي، كنت أمي بعد أمي، تجوعيني وتشبعيني و تعرين و تكسونني و تمنعين نفسك طيب الطعام و تطعميني، تريدني بذلك وجه الله والدار الآخرة، ثم أمر أن تغسل ثلاثاً و ثلاثاً، فلما بلغ الماء الذي فيه الكافور سكبها عليها رسول الله ﷺ بيده، ثم خلع رسول الله ﷺ قميصه فألبسه إياه و كفت فوقه، ثم دعا رسول الله ﷺ أسامة بن زيد و أبا أيوب الأنصاري و عمر بن الخطاب و غلاماً أسود ليحفروا فحفروا قبرها فلما بلغوا اللحد حفره رسول الله ﷺ بيده و أخرج ترابه بيده، فلما فرغ دخل رسول الله ﷺ فاضجع فيه وقال: الله الذي يحيي و يميت و هو حي لا يموت، اغفر لأمي فاطمة بنت أسد و لقنها حجتها و وسع عليها مدخلها بحق نبیک و الانبیاء الذین من قبلی، فإنك أرحم الراحمين، ثم كبر عليها أربعاً، ثم أدخلوها القبر هو و العباس و أبو بكر الصديق رضي الله عنهم.“

ہمیں سفیان ثوری نے حدیث بیان کی، انھوں نے (عن کے ساتھ) عاصم الاحول سے، انھوں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے فرمایا:

جب علی کی والدہ: فاطمہ بنت اسد بن ہاشم (رضی اللہ عنہا) فوت ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے پھر آپ اُن کے سر کی طرف بیٹھ گئے تو فرمایا: اے میری ماں! اللہ تجھ پر رحم کرے، میری (حقیقی) ماں کے بعد تو میری ماں تھی، تو خود بھوک رہتی اور مجھے خوب کھلاتی، تو کپڑے (چادر) کے بغیر سوتی اور مجھے کپڑا پہناتی، تو خود بہترین کھانا نہ کھاتی اور مجھے کھلاتی تھی، تمہارا مقصد اس (عمل) سے اللہ کی رضامندی اور آخرت کا گھر تھا۔

پھر آپ نے حکم دیا کہ انھیں تین، تین دفعہ غسل دیا جائے، پھر جب اس پانی کا وقت آیا جس میں کافور (ملائی جاتی) ہے تو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے اُن پر پانی بہایا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اُتار کر انھیں پہنا دی اور اسی میں انھیں کفن دیا گیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید، ابویوب الانصاری، عمر بن الخطاب اور ایک کالے غلام کو بلایا تاکہ قبر تیار کریں پھر انھوں نے قبر کھودی، جب حد تک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ سے کھودا اور اپنے ہاتھ سے مٹی باہر نکالی پھر جب فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اس قبر میں داخل ہو کر لیٹ گئے اور فرمایا:

اللہ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ زندہ جاوید ہے کبھی نہیں مرے گا۔

(اے اللہ!) میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کی دلیل انھیں سمجھا دے، اپنے نبی اور مجھ سے پہلے نبیوں کے حق (وسیلے) سے ان کی قبر کو وسیع کر دے، بے شک تو ارحم الراحمین ہے۔

پھر آپ نے ان پر چار تکبیریں کہیں، پھر آپ (ﷺ)، عباس اور ابوبکر الصديق (رضی اللہ عنہما) نے اسے قبر میں اتار دیا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی ۱۵۲/۱-۱۵۳ ح ۱۹۱، وقال: "تفرد به روح بن صلاح"، وعنه ابو نعیم الاصبہانی فی حلیۃ الاولیاء

۱۲/۳، وعنده: ریحک اللہ... الحمد للہ الذی یحیی...، وعنه ابن الجوزی فی العلل المتناہیہ ۲۶۸-۲۶۹ ح ۴۳۳)

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف و مردود ہے:

اول: اس کا راوی روح بن صلاح جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف و مجروح ہے۔

ابن عدی نے کہا: ”و فی بعض حدیثہ نکرۃ“
اور اس کی بعض حدیثوں میں منکر روایات ہیں۔ (الاکمال ۱۰۰۶/۳، دوسرا نسخہ ۶۳/۴)
ابن یونس المصری نے کہا: ”روت عنه مناکیر“ اس سے منکر روایتیں مروی ہیں۔
(تاریخ الغرباء، بحوالہ لسان المیزان ۴۶۶/۲، دوسرا نسخہ ۱۱۰۳/۳)
امام دارقطنی نے کہا: ”کان ضعیفاً فی الحدیث، سکن مصر“
وہ حدیث میں ضعیف تھا، مصر میں رہتا تھا۔ (المؤتلف والمختلف ۱۳۷/۳)
ابن ماکولانے کہا: ”ضعفوه فی الحدیث“ انھوں نے اُسے حدیث میں ضعیف قرار دیا
ہے۔ (الاکمال ۱۵/۵، باب شایبہ و شبانہ و سیابہ)
حافظ ذہبی نے کہا: ”لہ مناکیر“ اس کی منکر روایتیں ہیں۔ (تاریخ الاسلام ۱۶۰/۱۷)
ابن الجوزی نے روح بن صلاح کو اپنی کتاب المجروحین (۲۸۷/۱) میں ذکر کیا اور اس کی
بیان کردہ حدیث مذکور کو ”الأحادیث الواہیة“ یعنی ضعیف احادیث میں ذکر کیا۔
(دیکھئے العلل المتناہیة: ۴۳۳)
احمد بن محمد بن زکریا بن ابی عتاب ابو بکر الحافظ البغدادی، اخو میمون (متوفی ۲۹۶ھ)
نے کہا: ہمارا اس پر اتفاق ہوا کہ مصر میں علی بن الحسن السامی، روح بن صلاح اور عبدالمعتم بن
بشیر مینوں کی حدیثیں نہ لکھیں۔
(لسان المیزان ۲۱۳-۲۱۴، سوالات البرقانی الصغیر: ۲۰، بحوالہ المکتبۃ الشاملۃ وسندہ صحیح)
ابن عدی، ابن یونس، دارقطنی، ابن ماکولانے، ذہبی، ابن جوزی اور احمد بن محمد بن زکریا
البغدادی (سات محدثین) کے مقابلے میں حافظ ابن حبان نے روح بن صلاح کو کتاب
الثقات میں ذکر کیا۔ (۲۴۴/۸)
حاکم نے کہا: ”ثقة مأمون، من أهل الشام“ (سوالات مسعود بن علی السجری: ۶۸، ص ۹۸)
اور یعقوب بن سفیان الفارسی نے اس سے روایت لی۔
(موضح اوہام الجمع والتفریق للخطیب ۹۶/۲، وفی علی بن احمد بن ابراہیم البصری شیخ الخطیب)

حافظ زبیر علی زئی

سلف صالحین اور تقلید

(قسط نمبر ۲)

- ۳۵) ثقہ و صدوق عند الجمہور امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی البیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۳۶) ثقہ حافظ عابد امام ابوسفیان و کعب بن الجراح بن ملیح الرواسی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) بقول سیوطی تقلید کرنے والے نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۳۷) ثقہ حافظ فاضل ابوزکریا یحییٰ بن آدم بن سلیمان الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) کے بارے میں سیوطی نے کہا کہ انھوں نے اپنے سے پہلے کسی ایک امام کی بھی تقلید نہیں کی۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۳۸) ثقہ امام ابو عوف حمید بن عبدالرحمن بن حمید الرواسی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۳۹) ثقہ و صدوق اور مدلس امام ابوالعباس ولید بن مسلم القرشی الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ نمبر ۳۱۔
- ۴۰) امام بخاری کے استاذ ثقہ حافظ فقیہ امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ الحمیری المکی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۴۱) ثقہ ثبت فقیہ عالم جواد مجاہد امام عبداللہ بن المبارک المروزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۴۲) ثقہ و صدوق فقیہ ابو عمر حفص بن غیاث بن طلق بن معاویہ الکوفی القاضی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۵ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- تنبیہ: حفص بن غیاث رحمہ اللہ نے فرمایا: ”كنت أجلس إلى أبي حنيفة فأسمعه

يسأل عن مسألة في اليوم الواحد فيفتي فيها بخمسة أقاويل ، فلما رأيت ذلك تركته و أقبلت على الحديث “میں ابوحنیفہ کے پاس بیٹھتا تھا تو ایک دن میں ہی ایک مسئلے کے بارے میں اسے پانچ مختلف فتوے دیتے ہوئے سنتا، جب میں نے یہ دیکھا تو اُسے چھوڑ دیا (ترک کر دیا) اور حدیث کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو گیا۔

(تاریخ بغداد ج ۳ ص ۴۲۵ وسندہ صحیح)

ابراہیم بن سعید الجوهري رحمه الله سے اس روایت کے راوی ابو بکر احمد بن جعفر بن محمد بن سلم ثقہ تھے۔ دیکھئے التلکيل بمافی تأنيب الكوثري من الاباطيل (۱۰۳/۱۳) عبد الله بن احمد بن حنبل (السنه: ۳۱۶) اور احمد بن یحییٰ بن عثمان (کتاب المعرفة والتاریخ ۷۸۹/۲) دونوں نے اُن کی متابعت کر رکھی ہے یعنی انھوں نے اسی روایت کو امام ابراہیم بن سعید الجوهري رحمه الله سے روایت کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ امام حفص بن غیاث الکوفی نے اہل الرائے کا مذہب چھوڑ کر اہل حدیث کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔ رحمہ اللہ

۴۳) ثقہ متقن امام ابو سعید یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ الہمدانی الکوفی رحمه الله (متوفی ۱۸۴ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۴۴) ثقہ و صدوق حافظ ابو داود سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری رحمه الله (متوفی ۲۰۴ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۴۵) ثقہ ثبت امام ابو الولید ہشام بن عبد الملک الباہلی الطیالسی البصری رحمه الله (متوفی ۲۲۷ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۴۶) ثقہ امام ابو عمرو محمد بن ابراہیم بن ابی عدی البصری رحمه الله (متوفی ۱۹۴ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۴۷) ثقہ و صدوق وثقہ الجہو رامام محمد بن جعفر الہذلی البصری المعروف: غنم رحمه الله (متوفی ۱۹۴ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

- ٤٨) ثقہ ثبت امام ابو زکریا یحییٰ بن یحییٰ بن بکر بن عبد الرحمن التمیمی النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۶ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱
- ٤٩) ثقہ ثبت امام ابو معاویہ یزید بن زریع البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) بقول سیوطی مقلد نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱
- ٥٠) ثقہ حافظ امام ابو بشر اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم الاسدی البصری رحمہ اللہ المعروف: ابن علیہ (متوفی ۱۹۳ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱
- ٥١) ثقہ ثبت سنی امام ابو عبیدہ عبدالوارث بن سعید بن ذکوان العنبری التتوری البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۰ھ) بقول سیوطی مقلد نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱
- ٥٢) ثقہ و صدوق امام ابوسہل عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۷ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱
- ٥٣) ثقہ امام ابو العباس وہب بن جریر بن حازم بن زید البصری الازدی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱
- ٥٤) ثقہ امام ابوبکر ازہر بن سعید السمان الباہلی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) بقول سیوطی مقلد نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱
- ٥٥) ثقہ ثبت امام ابو عثمان عفان بن مسلم بن عبد اللہ الباہلی الصفاری البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) بقول سیوطی کسی کے مقلد نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱
- ٥٦) ثقہ امام ابو محمد بشر بن عمر بن الحکم الزہرانی الازدی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۹ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱
- ٥٧) ثقہ ثبت امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم الشیبانی النبیلی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱
- ٥٨) ثقہ امام ابو محمد معتمر بن سلیمان بن طرخان التیمی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۷ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

- ۵۹) ثقہ ثبت امام ابو الحسن نصر بن شمیل المازنی البصری النخوی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۶۰) ثقہ امام ابو عمرو مسلم بن ابراہیم الازدی الفراءہیدی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۲ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۶۱) ثقہ فاضل امام ابو محمد حجاج بن منہال الانماطی السلمی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۷ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۶۲) ثقہ امام ابو عامر عبد الملک بن عمرو القیس العقی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۵ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۶۳) ثقہ و صدوق امام ابو محمد عبد الوہاب بن عبد المجید بن الصلت الثقفی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۶۴) ثقہ و صدوق امام محمد بن یوسف بن واقد الفریابی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- امام فریابی نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں فرمایا:
- اور ہم اہل حدیث کی ایک جماعت تھے۔ (الجرح والتعذیل ۶۰/۱ و سندہ صحیح، علمی مقالات ج ۱ ص ۱۶۲)
- ۶۵) ثقہ و صدوق امام ابو بکر وہیب بن خالد بن عجلان الباہلی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۵ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- تنبیہ: اصل میں وہب بن خالد لکھا ہوا ہے جو کہ کاتب یا نسخ کی غلطی معلوم ہوتی ہے، اور اگر یہ غلطی نہ ہو تو اس طبقے میں ابو خالد وہب بن خالد الخمیری الحمصی ثقہ تھے۔
- دیکھئے تقریب التہذیب: ۷۴۷۴۔
- ۶۶) اہل سنت کے ثقہ امام ابو ہشام عبد اللہ بن نمیر الکوفی الہمدانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱۔
- ۶۷) جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے مزید فرمایا:

”ثم تلاهم على مثل ذلك أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه وأبو ثور و
أبو عبيد وأبو خيثمة وأبو أيوب الهاشمي وأبو إسحاق الفزاري ومخلد
ابن الحسين ومحمد بن يحيى الذهلي وأبو بكر وعثمان ابنا أبي شيبة و
سعيد بن منصور و قتيبة و مسدد و الفضل بن دكين و محمد بن المثنى
وبندار و محمد بن عبد الله بن نمير و محمد بن العلاء و الحسن بن محمد
الزعفراني و سليمان بن حرب و عارم و غيرهم ليس منهم أحد قلّد رجلاً،
وقد شاهدوا من قبلهم و رأوهم فلو رأوا أنفسهم في سعة من أن يقلدوا
دينهم أحداً منهم لقلّدوا .“ پھر اُن کے بعد احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور،
ابو عبيد، ابو خيثمة، ابو ايوب الهاشمي، ابو اسحاق الفزاري، مخلد بن الحسين، محمد بن يحيى الذهلي،
ابو بكر بن ابي شيبة، عثمان بن ابي شيبة، سعيد بن منصور، قتيبة، مسدد، فضل بن دكين، محمد بن المثنى،
بندار، محمد بن عبد الله بن نمير، محمد بن العلاء، حسن بن محمد الزعفراني، سليمان بن حرب، عارم اور
اُن جیسے دوسرے آئے، اُن میں سے کسی ایک نے بھی کسی آدمی کی تقلید نہیں کی، انھوں نے
پہلے لوگوں کو دیکھا اور اُن کا مشاہدہ کیا تھا لہذا وہ اگر اپنے دین میں کسی کی تقلید کی وسعت
(جواز) پاتے تو اُن (پہلوں) میں سے کسی کی تقلید کرتے۔! (الرد على من اغلغل في الارض ص ۱۳۷)
سیوطی کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ ثقہ امام ابو محمد اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحظلی
المروزی المعروف: ابن راہویہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۸ھ) مقلد نہیں تھے۔

اُن (امام اسحاق بن راہویہ) کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے:
”مجتہد قرین أحمد بن حنبل“ وہ مجتہد ہیں، احمد بن حنبل کے ہم نشین ساتھی
(یا جوڑ) ہیں۔ (تقریب التہذیب: ۳۳۲)

۶۸ ثقہ فاضل امام ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۴ھ) بقول
سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

۶۹ ثقہ ثبوت امام ابو خيثمة زهير بن حرب بن شداد النسائي البغدادی رحمہ اللہ (متوفی

- ٢٣٣ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ٦٤
- ٧٠) ثقہ جلیل القدر امام ابویوب سلیمان بن داود بن داود بن علی الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ٢١٩ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ٦٤
- ٧١) ثقہ حافظ امام ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن الحارث الفراری رحمہ اللہ (متوفی ١٨٩ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ٦٤
- ٧٢) ثقہ فاضل امام ابو محمد محمد بن الحسین المہلبی البصری رحمہ اللہ (متوفی ١٩١ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ٦٤
- ٧٣) ثقہ حافظ امام محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن خالد الذہلی النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ٢١٨ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ٦٤
- ٧٤) ثقہ حافظ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ٢٣٥ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ٦٤
- ٧٥) ثقہ حافظ امام ابوالحسن عثمان بن ابی شیبہ العباسی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ٢٣٩ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ٦٤
- ٧٦) ثقہ مصنف امام ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبہ الخراسانی المکی رحمہ اللہ (متوفی ٢٢٤ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ٦٤
- ٧٧) ثقہ ثبت سنی امام ابورجاء قتیبہ بن سعید بن جمیل الشافعی البغلائی رحمہ اللہ (متوفی ٢٢٠ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ٦٤
- امام قتیبہ بن سعید نے فرمایا: ”إذا رأيت الرجل يحب أهل الحديث مثل يحيى ابن سعيد القطان و عبد الرحمن بن مهدي و أحمد بن حنبل و إسحاق بن راهويه و ذكر قومًا آخرين فإنه على السنة و من خالف هذا فاعلم أنه مبتدع.“ جب تم کسی کو دیکھو کہ اہل حدیث سے محبت کرتا ہے، مثلاً یحییٰ بن سعید القطان، عبد الرحمن بن مہدی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ سے اور انھوں نے دوسرے لوگوں کا

امام یحییٰ القطان، امام عبدالرحمن بن مہدی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ یہ سب کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱، ۳۲، ۵، ۶۷ (علی الترتیب)

(۷۸) ثقہ حافظ امام ابو الحسن مسدد بن مسدد بن مسرہد بن مسریل بن مستورد الاسدی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۸ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

(۷۹) ثقہ ثبت امام ابو نعیم الفضل بن دکین: عمرو بن حماد القیمی الملائئ الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۷ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

(۸۰) ثقہ ثبت امام ابو موسیٰ محمد بن المثنیٰ بن عبید البصری العززی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۲ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

(۸۱) ثقہ و صدوق امام ابو بکر محمد بن بشار بن عثمان العبدی البصری: بندار رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۲ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

(۸۲) ثقہ حافظ فاضل امام ابو عبدالرحمن محمد بن عبد اللہ بن نمیر الہمدانی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

(۸۳) ثقہ حافظ امام ابو کریب محمد بن العلاء بن کریب الہمدانی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۷ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

(۸۴) ثقہ امام ابو علی الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی البغدادی صاحب الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۰ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

(۸۵) ثقہ امام حافظ سلیمان بن حرب الازدی البصری الواثقی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۳ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

(۸۶) ثقہ و صدوق امام ابو العمان محمد بن الفضل السدوسی البصری: عارم رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۳ھ) بقول سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

فائدہ: امام ابوالنعمان کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا:
”تغییر قبل موتہ فما حدث“ وہ وفات سے قبل تغیر (اختلاط) کا شکار ہوئے لیکن
انھوں نے (اس حالت میں) کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ (الکاشف ج ۳ ص ۷۹ ت ۵۱۹۷)
معلوم ہوا کہ امام ابوالنعمان کی روایات پر اختلاط کا اعتراض غلط اور مردود ہے۔
۸۷ جلال الدین سیوطی نے (غالباً) حافظ ابن حزم اندلسی سے نقل کرتے ہوئے فرمایا:
”و لم أجد أحدا ممن يوصف بالعلم قديماً و حديثاً يستجيز التقليد ولا
يأمر به و كذلك ابن وهب و ابن الماجشون و المغيرة بن أبي حازم و مطرف
و ابن كنانة لم يقلدوا شيخهم مالكا في كل ما قال: بل خالفوه في مواضع
و اختاروا غير قوله.“ میں نے قدیم و جدید زمانے میں کسی عالم کو تقلید کو جائز قرار
دیتے یا اس کا حکم دیتے ہوئے نہیں پایا، اسی طرح ابن وهب، ابن الماجشون، مغیرہ بن ابی
حازم (☆) مطرف اور (عثمان بن عیسیٰ) ابن کنانہ نے اپنے استاذ (امام) مالک کی ہر
بات میں تقلید نہیں کی بلکہ انھوں نے کئی مقامات پر ان کی مخالفت کی اور ان کے قول کو چھوڑ کر
دوسرے اقوال اختیار کئے۔ (الرد علی من اخلد إلى الارض ص ۱۳۷)

معلوم ہوا کہ (صدوق امام) ابومروان عبدالملک بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ
الماجشون القرشی التیمی المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) سیوطی کے نزدیک تقلید نہیں کرتے
تھے۔

☆ تنبیہ: اصل میں مغیرہ بن ابی حازم ہے جبکہ صحیح مغیرہ و ابن ابی حازم ہے، جیسا کہ
جوامع السیرہ لابن حزم (۳۲۶/۱، الشاملہ) سے ظاہر ہے۔ مغیرہ سے مراد ابن عبدالرحمن
الحزومی اور ابن ابی حازم سے مراد عبدالعزیز ہیں۔

۸۸ صدوق فقیہ مغیرہ بن عبدالرحمن بن الحارث بن عبداللہ بن عیاش الحزومی المدنی
رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۸ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۸۷

۸۹ صدوق فقیہ عبدالعزیز بن ابی حازم المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۴ھ) بقول سیوطی

تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۸۷

۹۰) ثقہ امام ابو مصعب مطرف بن عبد اللہ بن مطرف الیساری المدنی ابن اخت مالک رحمہما اللہ (متوفی ۲۲۰ھ) بقول سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۸۷

۹۱) حافظ ابن حزم اندلسی نے فرمایا:

”ثم أصحاب الشافعي و كانوا مجتهدين غير مقلدين كأبي يعقوب البويطي و إسماعيل بن يحيى المزني.“

پھر شافعی (رحمہ اللہ) کے شاگرد مجتہدین غیر مقلدین تھے، جیسے ابو یعقوب البویطی اور اسماعیل بن یحییٰ المزنی (جوامع السیرۃ ج ۱ ص ۳۳۳، المکتبۃ الشاملۃ)

معلوم ہوا کہ ابن حزم کے نزدیک ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ المصری البویطی صاحب الامام الشافعی رحمہ اللہ (ثقہ امام سید الفقہاء، متوفی ۲۳۱ھ) غیر مقلد تھے۔

۹۲) ثقہ امام فقیہ ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ بن اسماعیل المزنی المصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) بقول ابن حزم غیر مقلد تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۹۱

نیز دیکھئے فقرہ: ۴

ابوعلیٰ احمد بن علی بن الحسن بن شعیب بن زیاد المدائنی: حسن الحديث و ثقہ الجمهور (متوفی ۳۲۷ھ) نے اپنے استاذ امام مزنی رحمہ اللہ سے نقل کیا:

جو شخص تقلید کا فیصلہ کرتا ہے تو اُسے کہا جاتا ہے: کیا تمہارے اس فیصلے کی تمہارے پاس کوئی دلیل ہے؟ اگر وہ جواب دے: جی ہاں، تو اس نے تقلید کو باطل کر دیا کیونکہ یہ فیصلہ تو دلیل کی بنیاد پر ہوا ہے نہ کہ تقلید کی بنیاد پر اور اگر وہ کہے: نہیں، تو اُس سے کہا جاتا ہے: تو نے کس لئے خون بہا دیئے، شرمگاہوں کو حلال کر دیا اور اموال ضائع کر دیئے؟ اللہ نے تجھ پر یہ سب حرام قرار دیا تھا لیکن تو نے بغیر دلیل کے حلال کر دیا... الخ (الفتاویٰ والمحققہ ۶۹/۲-۷۰ وسندہ حسن)

اس طویل کلام میں امام مزنی نے بڑے احسن اور عام فہم طریقے سے تقلید کو باطل قرار

دیا۔ رحمہ اللہ

۹۳ خطیب مآلقہ علامہ ابو محمد عبد العظیم بن عبد اللہ بن ابی الحجاج ابن الشیخ البلوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۶ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی اور خلیل بن ایک الصفدی دونوں نے کہا: ”ولہ اختیارات لا یقلّد فیہا أحدًا“ اور ان کے خاص مسائل تھے، وہ ان میں کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ (تاریخ الاسلام ج ۴ ص ۲۲۶، الوافی بالوفیات ج ۱ ص ۱۲)

۹۴ سیوطی نے حافظ ابن حزم سے نقل کیا: ”و من آخر ما أدر کنا علی ذلك شیخنا أبو عمر الطلمنکی فما کان یقلّد أحدًا و ذهب إلی قول الشافعی فی بعض المسائل والآن محمد بن عوف لا یقلّد أحدًا و قال بقول الشافعی فی بعض المسائل .“ اور آخر میں ہم نے جنہیں پایا ہے، ہمارے استاذ ابو عمر الطلمنکی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے اور بعض مسائل میں انہوں نے شافعی کے قول پر فتویٰ دیا اور اب محمد بن عوف (؟) کسی کی تقلید نہیں کرتے اور بعض مسائل میں انہوں نے شافعی کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ (الرد علی من اخلد الی الارض ص ۱۳۸) ثابت ہوا کہ ثقہ امام حافظ ابو عمر احمد بن محمد بن عبد اللہ المعافری الاندلسی الطلمنکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۹ھ) حافظ ابن حزم کے نزدیک کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ امام طلمنکی کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا:

”الإمام المحقق المحدث الحافظ الأثری ...“

امام محقق محدث حافظ اثری (سیر اعلام النبلاء ۵۶۷/۷)

نیز دیکھئے فقرہ: ۷

۹۵ کئی حنفی و غیر حنفی فقہاء نے ابو بکر القفال، ابو علی اور قاضی حسین سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا: ”لسنا مقلّدين للشافعی بل وافق رأینا رأیه .“ ہم شافعی کے مقلدین نہیں ہیں بلکہ ہماری رائے اُن کی رائے کے موافق ہو گئی ہے۔ (دیکھئے النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر لعبدالحی اللکوی ص ۷، تقریرات الرافعی ج ۱ ص ۱۱، انقریر التخییر ج ۳ ص ۴۵۳)

معلوم ہوا کہ (ان علماء کے نزدیک) علامہ ابو بکر عبد اللہ بن احمد بن عبد اللہ القفال

المروزی الخراسانی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۷ھ) مقلدین میں سے نہیں تھے۔
 (۹۶) سابقہ حوالے سے ثابت ہے کہ قاضی ابوعلی حسین المروزی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۲ھ) مقلدین میں سے نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۹۵
 (۹۷) ابوعلی الحسن (الحسین) بن محمد بن شعیب السجی المروزی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ) مقلدین میں سے نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۹۵
 معلوم ہوا کہ جن علماء کو شافعی کہا جاتا ہے، وہ اپنے اعلان اور اپنی گواہی کے مطابق مقلدین میں سے نہیں تھے۔ نیز دیکھئے طبقات الشافعیہ الکبریٰ للسیکی (ج ۲ ص ۷۸ ترجمہ محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری) اور فقرہ: ۱۱
 (۹۸) شیخ الاسلام حافظ تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم الحرانی عرف ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے فرمایا: ”إنما أتناول ما أتناول منها على معرفتي بمذهب أحمد، لا على تقليدي له“ میں تو احمد کے مذہب سے وہی لیتا ہوں جس کی معرفت رکھتا ہوں، میں اُن کی تقلید نہیں کرتا۔ (اعلام الموقعین لابن القيم ج ۲ ص ۲۴۱-۲۴۲)
 حافظ ابن تیمیہ نے فرمایا: اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے، تو یہ قول کسی مسلمان کا نہیں ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۲۴۹)
 اور فرمایا: کسی ایک مسلمان پر بھی علماء میں سے کسی ایک متعین عالم کی ہر بات میں تقلید واجب نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی شخص متعین کے مذہب کا التزام کسی ایک مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ ہر چیز میں اسی کی پیروی شروع کر دے۔
 (مجموع فتاویٰ ج ۲ ص ۲۰۹، نیز دیکھئے دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۰)
 حافظ ابن تیمیہ کے بارے میں اُن کے شاگرد حافظ ذہبی نے فرمایا:
 ”المجتهد المفسر“ إلخ مجتہد مفسر (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۴۹ ج ۱ ص ۱۱۷)
 (۹۹) حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے تقلید کے رد پر ”اعلام الموقعین عن رب العالمین“ کے نام سے زبردست کتاب لکھی اور فرمایا: ”وإنما حدث هذه

البدعة في القرن الرابع المذموم على لسان رسول الله ﷺ .“
اور (تقلید کی) یہ بدعت چوتھی صدی میں پیدا ہوئی ہے جس (صدی) کی مذمت رسول اللہ
ﷺ نے اپنی (مقدس) زبان سے بیان فرمائی ہے۔

(اعلام المتقین ج ۲ ص ۲۰۸، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۲)

اہل حدیث کے نزدیک سلف صالحین کے متفقہ فہم کی روشنی میں قرآن، حدیث اور
اجماع پر عمل ہونا چاہئے اور تقلید جائز نہیں ہے۔ چونکہ حافظ ابن القیم بھی اسی مسلک کے
قائل و فاعل تھے لہذا ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے اپنے خاص دیوبندی انداز میں کہا:
”لأننا رأينا أن ابن القيم الذي هو الأب لنوع هذه الفرقة“ کیونکہ ہم نے دیکھا
کہ اس فرقے (یعنی اہل حدیث) کی قسم کے باپ ابن القیم ہیں۔

(اعلاء السنن ج ۲ ص ۸، عنوان: الدین القیم، ترجمہ از ناقل)

نیز دیکھئے فقرہ نمبر ۱، سے پہلے تمہید۔

۱۰۰) حافظ ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ)
نے کئی مقامات پر کھل کر تقلید کی مخالفت کی اور فرمایا:

”و كل إمام يؤخذ من قوله و يترك إلا إمام المتقين الصادق المصدق
الأمين المعصوم صلوات الله و سلامه عليه ، فيا لله العجب من عالم يقلد
[دينه] إماماً بعينه في [كل] ما قال مع علمه بما يرد على مذهب إمامه من
النصوص النبويه فلا قوة إلا بالله .“ اور ہر امام کا قول لیا بھی جاتا ہے اور ترک بھی کیا
جاتا ہے، سوائے امام المتقین الصادق المصدق الامین المعصوم (محمد ﷺ) کے، آپ پر
اللہ کی بارگاہ سے صلوة و سلام ہو، پس اللہ کی قسم! تعجب ہے اس عالم پر جو اپنے دین میں کسی
متعین امام کی تقلید کرتا ہے، اس کے ہر قول میں، اس علم کے باوجود کہ احادیث صحیحہ اس کے
امام کے مذہب کو رد کرتی ہیں۔ ولا قوة إلا بالله

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶، ترجمہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

حافظ ذہبی کا آخر میں (لاحول) ولا قوۃ الا باللہ لکھنا اس کی دلیل ہے کہ اُن کے نزدیک تقلید ایک شیطانی کام ہے لہذا اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس شیطانی کام سے ہمیشہ بچائے۔ آمین [نیز دیکھئے فقرہ: ۱۱]

ہم نے اپنے دعوے اور لفظِ تقلید کی شرط کے مطابق ایک سو (۱۰۰) علمائے اُمت کے ایسے حوالے پیش کر دیئے ہیں جو صراحت کے ساتھ تقلید نہیں کرتے تھے یا تقلید کے مخالف تھے۔ ہمارے علم کے مطابق کسی ایک ثقہ و صدوق صحیح العقیدہ مستند امام سے مروجہ تقلید کا وجوب یا اس پر عمل ثابت نہیں اور دنیا کا کوئی شخص بھی اس تحقیق کے خلاف کسی مستند امام سے تقلید کے وجوب یا اس پر عمل کا ایک حوالہ پیش نہیں کر سکتا۔

ولو كان بعضهم لبعض ظهيراً . والحمد لله
تنبیہ: ایک سو حوالوں والی اس تحقیق کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ جن علماء کا اس مضمون میں تذکرہ یا نام نہیں وہ تقلید کرتے تھے بلکہ تقلید کی ممانعت پر تو خیر القرون کا اجماع ہے۔

(دیکھئے الرد علی من اخلد الى الارض ص ۱۳۱-۱۳۲، اور دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۲-۳۵)

ان کے علاوہ بہت سے اور علماء بھی تھے جن سے تقلید کے لفظ کی صراحت کے ساتھ اس (تقلید) کی ممانعت اور رد ثابت ہے۔ مثلاً:

۱: جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے تقلید کے رد پر ایک عظیم الشان کتاب:
”الرد علی من اخلد الى الارض وجهل أن الاجتهاد في كل عصر فرض“
لکھی اور اس میں ”باب فساد التقليد“ باندھا اور حافظ ابن حزم سے بطور تائید نقل کیا:
”التقليد حرام“ تقلید حرام ہے۔ (ص ۱۳۱)

سیوطی نے دوسری کتاب میں کہا: یہ کہنا واجب (فرض) ہے کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے امام سے منسوب ہو جائے، اس انتساب پر وہ دوستی رکھے اور دشمنی رکھے تو یہ شخص بدعتی ہے، اہل سنت والجماعۃ سے خارج ہے، چاہے (انتساب) اصول میں ہو یا فروع میں۔ (الکنز المذنون والفلک المخبون ص ۱۴۹، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۰-۴۱)

۲: زلیعی حنفی (!) نے کہا: ”فالمقلد ذهل والمقلد جهل“ پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے۔ (نصب الراية ج ۱ ص ۲۱۹)

۳: عینی حنفی (!) نے کہا: ”فالمقلد ذهل والمقلد جهل و آفة كل شيء من التقليد“ پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے اور ہر چیز کی مصیبت تقلید کی وجہ سے ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ ج ۱ ص ۳۱۷)

۴: طحاوی حنفی (!) سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”و هل یقلد إلا عصبي أو غبي“ تقلید تو صرف وہی کرتا ہے جو متعصب یا بے وقوف ہوتا ہے۔ (لسان المیزان ج ۱ ص ۲۸۰)

۵: ابو حفص ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) نے کہا: ”و غالب ذلك إنما يقع (من) التقليد و نحن (براء منه) بحمد الله و منه.“ اور عام طور پر ایسی باتیں تقلید کی وجہ سے واقع ہو جاتی ہیں اور ہم اس (تقلید) سے بری ہیں، اللہ کی تعریف اور اس کے احسان کے ساتھ۔ (البدرا لمیر فی تخریج الاحادیث والآثار الواقعة فی الشرح الکبیر ج ۱ ص ۲۹۳)

۶: ابوزید قاضی عبید اللہ الدبوسی (حنفی!) نے فرمایا: تقلید کا حاصل (خلاصہ) یہ ہے کہ مقلد اپنے آپ کو جانوروں چوپایوں کے ساتھ ملا دیتا ہے... اگر مقلد نے اپنے آپ کو جانور اس لئے بنا لیا ہے کہ وہ عقل و شعور سے پیدل ہے تو اس کا (دماغی) علاج کرانا چاہئے۔

(تقویم الادب فی اصول الفقہ ص ۳۹۰، ماہنامہ الحدیث حضور: ۲۲ ص ۱۶)

۷: الشیخ العالم الکبیر محمد فاخر بن محمد یحییٰ بن محمد امین العباسی السلفی الہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ) تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ کتاب و سنت کے دلائل پر عمل کرتے اور خود اجتہاد کرتے تھے۔ (دیکھئے نزہۃ الخواطر ج ۶ ص ۳۵۰ ت ۶۳۶)

انھوں (فاخر الہ آبادی رحمہ اللہ) نے فرمایا: جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے... تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے۔“ (رسالہ نجاتیہ ص ۴۱-۴۲، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۱)

عالم تو کتاب وسنت واجماع اور آثار سلف صالحین سے اجتہاد کرے گا جبکہ جاہل کا اجتہاد یہ ہے کہ وہ صحیح العقیدہ عالم سے کتاب وسنت کے مسائل پوچھ کر ان پر عمل کرے اور یہ تقلید نہیں ہے۔

۸: ابو بکر یا ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد اللہ المعروف: ابن خواز منداذ البصری الماکلی (متوفی چوتھی صدی ہجری کا آخر) نے فرمایا: ”التقليد معناه في الشرع الرجوع إلى قول لا حجة لقائله عليه و ذلك ممنوع منه في الشريعة و الإتياع ما ثبت عليه حجة“ شریعت میں تقلید کا معنی یہ ہے کہ ایسے قائل کے قول کی طرف رجوع کرنا جس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور ایسا کرنا شریعت میں ممنوع ہے، اور اتباع اسے کہتے ہیں جو دلیل سے ثابت ہو۔ (جامع بیان العلم و فضلہ ج ۲ ص ۲۳۱)

تنبیہ: اس قول کو حافظ ابن عبد البر نے نقل کیا اور کوئی رد نہیں کیا لہذا معلوم ہوا کہ یہ ابن خویز منداذ کے شاذ اقوال میں سے نہیں ہے۔ نیز دیکھئے لسان المیزان (ج ۵ ص ۲۹۲)

۹: معاصرین میں سے یمن کے مشہور شیخ مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ نے فرمایا: تقلید حرام ہے، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دین میں (کسی کی) تقلید کرے۔ (تحفۃ الحبیب علی اسئلۃ الحاضر والغریب ص ۲۰۵، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۳)

۱۰: سعودی عرب کے چیف جسٹس شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا: میں بجز اللہ متعصب نہیں ہوں لیکن میں کتاب وسنت کے مطابق فیصلے کرتا ہوں، میرے فتوؤں کی بنیاد قال اللہ اور قال الرسول پر ہے، حنا بلہ یا دوسروں کی تقلید پر نہیں ہے۔

(الاقتناع ص ۹۲، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۳)

۱۱: ابن الجوزی کی عدم تقلید کے لئے دیکھئے ان کی کتاب: المشکل من حدیث الصحیحین (ج ۱ ص ۸۳۳) اور ماہنامہ الحدیث حضور: ۷۳

بریلویوں کے پیر سلطان باہو نے کہا:

”کلید سراسر جمعیت ہے اور تقلید بے جمعیتی اور پریشانی بلکہ اہل تقلید جاہل اور حیوان سے بھی

بدتر ہوتے ہیں۔“ (توفیق الہدایت ص ۲۰، طبع پروگریسو بکس لاہور)
سلطان باہو نے مزید کہا: ”اہل توحید صاحب ہدایت، عنایت اور تحقیق ہوتے ہیں۔
اہل تقلید صاحب دنیا اہل شکایت اور مشرک ہوتے ہیں۔“ (توفیق الہدایت ص ۱۶۷)
ایک سو حوالوں میں ذکر کردہ علماء اور بعد کے مذکورین کے مقابلے میں دیوبندی اور بریلوی
فروق کے علماء یہ کہتے ہیں کہ تقلید واجب ہے اور گزشتہ ادوار کے علماء مقلدین تھے۔!!!
ان آل تقلید کے چار حوالے اور آخر میں اُن کا رد پیش خدمت ہے:

۱۔ محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے کہا: ”دوسرے یہ کہ میں مقلد امام ابوحنیفہ کا ہوں، اس
لئے میرے مقابلہ میں آپ جو قول بھی بطور معارضہ پیش کریں وہ امام ہی کا ہونا چاہئے۔ یہ
بات مجھ پر حجت نہو گی کہ شامی نے یہ لکھا ہے اور صاحب درمختار نے یہ فرمایا ہے، میں اُن کا
مقلد نہیں ہوں۔“ (سوانح قاسمی ج ۲ ص ۲۲)

۲۔ محمود حسن دیوبندی نے ایک مسئلے کے بارے میں کہا:
حق و انصاف یہ ہے کہ اس مسئلے میں شافعی کو ترجیح حاصل ہے اور ہم مقلد ہیں ہم پر ہمارے
امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے۔ واللہ اعلم (تقریر تہذیب ص ۳۶، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۲۴)
۳۔ احمد رضا خان بریلوی نے ایک رسالہ لکھا: ”أجلی الأعلام أن الفتوى مطلقاً
على قول الإمام“، یعنی فتویٰ مطلقاً امام ابوحنیفہ کے قول پر ہی ہوگا۔!
تقلید کے بارے میں جھوٹ بولتے ہوئے اور دھوکا دیتے ہوئے احمد رضا خان بریلوی نے
کہا: ”خاص مسئلہ تقلید میں ان کے مذہب پر گیارہ سو برس کے ائمہ دین و علمائے کالمین و
اولیائے عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین معاذ اللہ سب مشرکین قرار پاتے ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۸۷)

۴۔ احمد یار نعیمی بریلوی نے کہا: ”کہ ہمارے دلائل یہ روایات نہیں۔ ہماری اصل دلیل تو
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔“ (جاء الحق ج ۲ ص ۹۱، بقوت نازلہ دوسری فصل)
عرض ہے کہ گیارہ سو برس میں کسی ایک ثقہ و صحیح العقیدہ عالم سے آپ لوگوں کی مروجہ

تقلید کے وجوب یا جواز کا قولاً یا فعلاً کوئی ثبوت نہیں ہے۔ میری طرف سے تمام آل دیوبند اور آل بریلی کو چیلنج ہے کہ اس تحقیقی مضمون میں ذکر شدہ سو (۱۰۰) مستند حوالوں کے مقابلے میں صرف دس (۱۰) حوالے پیش کر دیں جن میں یہ لکھا ہوا ہو کہ مسلمانوں پر چاہے (علماء ہوں یا عوام) ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد) میں سے صرف ایک کی تقلید واجب ہے اور باقی تینوں کی حرام ہے، اور مقلد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے امام کا قول چھوڑ کر قرآن اور حدیث پر عمل کرے۔ اگر ہے تو حوالہ پیش کریں!

اور اگر ایسا کوئی ثبوت نہیں، اور ہرگز نہیں بلکہ میرے ذکر کردہ حوالوں نے اس خود ساختہ تقلیدی بُت کو ریزے ریزے کر کے ختم کر دیا ہے لہذا گیارہ سو سال کے علماء کا نام لے کر جھوٹا رعب نہ جمائیں۔ خیر القرون کے تمام سلف صالحین کا اجماع اور بعد کے جمہور سلف صالحین کا تقلید کی مخالفت اور رد کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مسئلہ سلف صالحین کے بالکل خلاف ہے۔ اگر مروجہ تقلید کو واجب کہا جائے تو کتاب و سنت اور اجماع کی مخالفت کے ساتھ ساتھ چودہ سو سال کے سلف صالحین کی مخالفت اور رد لازم آتا ہے جو کہ اصلاً باطل ہے۔ وما علینا الا البلاغ

آخر میں تقلید نہ کرنے والے علماء کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:
تنبیہ: نام کے سامنے مضمون کا فقرہ نمبر لکھا ہوا ہے۔

| | |
|----------------------------|--------------------------------|
| ابراہیم بن خالد الکلی (۱۷) | ابراہیم بن محمد بن الحارث (۷۱) |
| ابن ابی شیبہ (۷۴) | ابن القیم (۹۹) |
| ابن الملقن (۵۱۰۰) | ابن المنذر (۱۱) |
| ابن باز (۱۰۱۰۰) | ابن تیمیہ (۹۸) |
| ابن جریر طبری (۱۴) | ابن حزم (۲۸) |
| ابن خزیمہ (۲۰) | ابن خواز مند (۸۱۰۰) |
| ابن شاہین (۲۱) | ابن عبد البر (۲۹) |

| | |
|------------------------------|-------------------------------------|
| ابن علیہ (۵۰) | ابن ماجہ (۲۵) |
| ابوالنعمان (۸۶) | ابوالولید طیلانی (۴۵) |
| ابویوب الہاشمی (۷۰) | ابوبکر بن ابی شیبہ (۷۴) |
| ابوثور الکھی (۱۷) | ابوحنیفہ (۶) |
| ابوخشمہ (۶۹) | ابوداؤد سجستانی (۲۲) |
| ابوداؤد طیلانی (۴۴) | ابوعاصم النبیل (۵۷) |
| ابوعامر العقدی (۶۲) | ابوعبید (۶۸) |
| ابوعلی السنخی (۹۷) | ابوعمر طلحی (۹۴) |
| ابوکریب الہمدانی (۸۳) | ابونعیم الکوفی (۷۹) |
| ابویعلی الموصلی (۲۶) | ابویوسف الخلیفہ (۳۰) |
| احمد بن حنبل (۵) | احمد بن شعیب النسائی (۲۴) |
| احمد بن علی بن الہثمی (۲۶) | احمد بن عمرو بن عبدالحق البزار (۲۷) |
| احمد بن کامل القاضی (۱۵) | ازہر بن سعید السمان (۵۴) |
| اسحاق بن راہویہ (۶۷) | اسماعیل بن ابراہیم: ابن علیہ (۵۰) |
| اسماعیل بن یحییٰ المزنی (۹۲) | بخاری (۱۸) |
| بزار (۲۷) | بشر بن المفضل (۳۳) |
| بشر بن عمر (۵۶) | بقی بن مخلد (۷) |
| بندار (۸۱) | بوہی (۹۱) |
| ترمذی (۲۳) | حجاج بن منہال (۶۱) |
| حسن بن سعد القرطبی (۱۲) | حسن بن محمد الزعفرانی (۸۴) |
| حسن بن موسیٰ الاشیب (۹) | حفص بن غیاث (۴۲) |
| حمید بن عبد الرحمن (۳۸) | حمیدی (۴۰) |

| | |
|--------------------------------------|---|
| خالد بن الحارث (۳۴) | دبوسی (۶۱۰۰) |
| ذہبی (۱۰۰) | ذہلی (۷۳) |
| زہیر بن حرب (۶۹) | زیلعی (۲۱۰۰) |
| سعید بن منصور (۷۶) | سلیمان بن اشعث: ابوداؤد (۲۲) |
| سلیمان بن حرب (۸۵) | سلیمان بن داؤد الباشمی (۷۰) |
| سیوطی (۱۱۰۰) | شافعی (۴) |
| ضحاک بن مخلد (۵۷) | طحاوی (۴۱۰۰) |
| طلسمکی (۹۴) | عارم (۸۶) |
| عبد الرحمن بن مہدی (۳۲) | عبدالرزاق بن ہمام (۳۵) |
| عبد الصمد بن عبدالوارث (۵۲) | عبد العزیز بن ابی حازم (۸۹) |
| عبد العزیز بن عبداللہ بن باز (۱۰۱۰۰) | عبد العظیم بن عبداللہ بن ابی الحجاج البلوی (۹۳) |
| عبداللہ بن المبارک (۴۱) | عبداللہ بن زبیر الحمیدی (۴۰) |
| عبداللہ بن مسعود (۱) | عبداللہ بن نمیر (۶۶) |
| عبداللہ بن وہب (۸) | عبدالملک بن عبدالعزیز بن ابی سلمہ المہاشون (۸۷) |
| عبدالملک بن عمرو: ابو عامر (۶۲) | عبدالوارث بن سعید (۵۱) |
| عبدالوہاب بن عبد المجید (۶۳) | عثمان بن ابی شیبہ (۷۵) |
| عفان بن مسلم (۵۵) | عمر بن احمد بن عثمان (۲۱) |
| عینی (۳۱۰۰) | غندر (۴۷) |
| فاخر اللہ آبادی (۷۱۰۰) | فریابی (۶۴) |
| فزاری (۷۱) | فضل بن دکین (۷۹) |
| قاسم بن سلام (۶۸) | قاسم بن محمد القرطبی (۱۰) |
| قاضی حسین مروزی (۹۶) | قتیبہ بن سعید (۷۷) |

| | |
|----------------------------------|--------------------------------|
| قطان: یحییٰ بن سعید (۳۱) | قفال مروزی (۹۵) |
| مالک بن انس (۳) | محمد بن ابراہیم بن المنذر (۱۱) |
| محمد بن ابی عدی (۴۶) | محمد بن اسحاق بن خزیمہ (۲۰) |
| محمد بن العلاء بن کریب (۸۳) | محمد بن المثنیٰ (۸۰) |
| محمد بن بشار (۸۱) | محمد بن جریر بن یزید (۱۴) |
| محمد بن جعفر: غندر (۴۷) | محمد بن داود الظاہری (۱۶) |
| محمد بن عبد اللہ بن نمیر (۸۲) | محمد بن عیسیٰ الترمذی (۲۳) |
| محمد بن فضل السدوسی (۸۶) | محمد بن یحییٰ الذہلی (۷۳) |
| محمد بن یزید: ابن ماجہ (۲۵) | محمد بن یوسف الفریابی (۶۴) |
| مخلد بن الحسین (۷۲) | مزنی (۹۲) |
| مسدد بن مسرہد (۷۸) | مسلم بن ابراہیم الفراءیدی (۶۰) |
| مسلم بن الحجاج (۱۹) | مصعب بن عمران (۱۳) |
| مطرف بن عبد اللہ الیساری (۹۰) | معاذ بن جبل (۲) |
| معتمر بن سلیمان التیمی (۵۸) | مغیرہ بن عبد الرحمن (۸۸) |
| مقبیل بن ہادی الیمنی (۹۱/۱۰۰) | نسائی (۲۴) |
| نضر بن شمل (۵۹) | وکیع بن الجراح (۳۶) |
| ولید بن مسلم (۳۹) | وہب بن جریر (۵۳) |
| وہیب بن خالد (۶۵) | یحییٰ بن آدم (۳۷) |
| یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ (۴۳) | یحییٰ بن سعید القطان (۳۱) |
| یحییٰ بن یحییٰ نیسابوری (۴۸) | یزید بن زریع (۴۹) |
| یعقوب بن یوسف المراءشی (۳۰) | یوسف بن یحییٰ البویطی (۹۱) |

ختم شد [۲۵/ مارچ ۲۰۱۰ء]

محمد زبیر صادق آبادی

مسئلہ تراویح اور الیاس گھمن کا تعاقب

محمد الیاس گھمن دیوبندی صاحب پریشان ہیں کہ دیوبندیوں کی مساجد میں بعض نمازی آٹھ (۸) رکعات تراویح پڑھ کر چلے جاتے ہیں اور بعض لوگ بیس (۲۰) پڑھتے ہیں لہذا اس پریشانی کی وجہ سے الیاس گھمن صاحب نے دیوبندی عوام کو مطمئن کرنے کے لئے چھ (۶) روایات پیش کی ہیں۔ راقم الحروف نے اس پورے مضمون کو من و عن نقل کر کے اس کا تجزیہ اور جواب لکھا ہے جو کہ پیش خدمت ہے:

گھمن کی ”دلیل نمبر ۱: قال الامام الحافظ حمزة بن يوسف السهمي حدثنا ابو الحسن علي بن محمد بن احمد القصري الشيخ الصالح حدثنا عبد الرحمن بن عبد المؤمن العبد الصالح قال؛ اخبرني محمد بن حميد الرازي حدثنا عمر بن هارون حدثنا ابراهيم بن الحناز عن عبد الرحمن عن عبد الملك بن عتيك عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال خرج النبي ﷺ ذات ليلة في رمضان فصلى الناس اربعة و عشرين ركعة و اوتر بثلاثة. ①

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ رمضان شریف کی ایک رات تشریف لائے۔ لوگوں کو چار رکعات فرض، بیس رکعات نماز (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھائی۔

.....
(۱) تاریخ جرجان لحافظ حمزہ بن یوسف السہمی ص ۱۴۲ ادار الکتب العلمیہ بیروت

(دیوبندی رسالہ: قافلۂ حق یعنی قافلہ باطل جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۳ ص ۶۲، مسئلہ ۲۰ تراویح... دلائل کی روشنی میں) الجواب: گھمن نے ترجمہ میں بددیانتی کی ہے ”چار رکعات فرض“ کا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے کیونکہ اس من گھڑت روایت سے چوبیس رکعات تراویح کا ثبوت ملتا تھا جو گھمن کے خود ساختہ مسلک کے خلاف ہے، مثال کے طور پر بعض ضعیف روایات میں ہے کہ ”لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ۲۳ رکعات پڑھتے تھے“ گھمن کے اصول اور خود

ساختہ ترجمے کے مطابق اس روایت کا ترجمہ اس طرح ہوگا کہ ”لوگ سیدنا عمرؓ کے دور میں چار رکعات فرض، سولہ رکعات نماز تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے“

اب آل دیوبندی بتائیں کیا ان کے نزدیک یہ ترجمہ صحیح ہے؟! اس روایت کے ایک راوی محمد بن حمید الرازی کے متعلق خان بادشاہ بن چاندی گل دیوبندی نے لکھا ہے: ”کیونکہ یہ کذاب اور اکذب اور منکر الحدیث ہے...“

(القول المبين في اثبات التراويح العشرین والرؤی الالبانی السکین ص ۳۳۲)

آل دیوبند کے مفتی جمیل نے لکھا ہے: ”دوسری سند میں یعقوب قتی سے پہلے ایک نام محمد بن حمید رازی کا ہے۔ اس کے متعلق امام ذہبیؒ کہتے ہیں ہو ضعیف وہ ضعیف ہے یعقوب بن شیبہؒ کہتے ہیں کثیر المناکیر بہت منکر احادیث بیان کرتا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں فیہ نظر اس میں نظر (اعتراض ہے) ابو زرہؒ کہتے ہیں وہ جھوٹا ہے کذبہ ابو زرہؒ اسحاق کوؒ کہتے ہیں اشہد انہ کذاب میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے صالح جزرہؒ کہتے ہیں فی کل شیء یحدثنا ما رأیت اجراً علی اللہ منہ کان یاخذ احادیث الناس فیقلب بعضہ علی بعض (ہر چیز کے بارے میں حدیثیں بیان کرتا ہے اللہ پر اس سے زیادہ جری شخص میں نے نہیں دیکھا۔ لوگوں کی حدیثوں کو بدل دیتا ہے) ابن خراشؒ کہتے ہیں کان واللہ یکذب خدا کی قسم! وہ جھوٹا ہے امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بثقہ وہ معتبر نہیں ہے (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۹، ۵۰)“

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز ص ۳۰۱)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ”رہا محمد بن حمید رازی، تو امام سخاویؒ۔ نسائیؒ۔ یعقوب بن شیبہؒ۔ جوزجانیؒ۔ ابو زرہؒ، ابن خراشؒ اور ابو نعیمؒ نے اُس کی تضعیف کی ہے۔ ابن خزیمہؒ سے ابوعلیؒ نے کہا کہ آپ محمد بن حمید سے حدیث کیوں نہیں لیتے حالانکہ امام احمدؒ ان سے روایت لیتے تھے، آپ نے فرمایا امام احمدؒ پر اُس کا وہ حال نہ کھلا تھا جو ہم پر کھلا، اگر امام احمدؒ بھی اُن

کے حالات سے باخبر ہوتے تو ہرگز اُسے اچھا نہ سمجھتے۔ اسحاق کو سچ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں وہ کذاب تھا۔ صالح بن محمد اسدی کہتے ہیں کہ وہ حدیثوں میں رد و بدل کر دیتا تھا اور بڑا دروغ گو تھا (تہذیب التہذیب ص ۱۲۹ ج ۹، میزان الاعتدال ص ۵۰ ج ۳)۔

(تجلیات صفحہ ۲۲۳)

قارئین کرام! گھسن کی نقل کردہ روایت کے راوی کا حال آپ نے آل دیوبند کی کتابوں سے ہی ملاحظہ فرمالیا، اب ایسے راوی کی روایت بیان کرنے والے کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی کا بیان بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ماسٹر اوکاڑوی نے لکھا ہے: ”حالانکہ امت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ ایسی جھوٹی حدیث کو بیان کرنا حرام ہے اور اللہ کے نبی پر جھوٹ بولنا ہے۔ آہ! شرم تجھ کو مگر نہیں آتی

اللہ کے نبی پر جھوٹ بولنے والے! کل قیامت میں تیرا کیا حال ہوگا؟

جہنم کا ٹھکانہ تو یقینی ہے۔“ (تجلیات صفحہ ۷۶-۷۷)

گھسن کی نقل کردہ روایت کا دوسرا راوی عمر بن ہارون بھی مجروح ہے۔

دیکھئے نصب الرایہ (۱/۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷)

گھسن کی ”دلیل نمبر ۲: قال الامام الحافظ المحدث عبد الله بن محمد بن ابی شیبہ حدثنا یزید بن ہارون قال انا ابراهیم بن عثمان عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرين رکعة والوتر ① ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں بیس رکعات نماز (تراویح) اور وتر پڑھاتے تھے۔

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۶ حدیث نمبر ۱۳ باب کم یصلی فی رمضان من رکعة معجم الکبیر للطبرانی ج ۵ ص ۳۳۳ حدیث نمبر ۱۱۹۳“ (قافلہ... جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۳ ص ۶۳)

۱: اس روایت کے متعلق آل دیوبند کے بہت بڑے ”محقق“، انور شاہ کشمیری نے کہا: ”و اما النبی ﷺ فصیح عنه ثمان رکعات و اما عشرون رکعة فهو عنه

- عليه السلام بسند ضعيف و على ضعفه اتفاق“
- آٹھ رکعت نماز تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہیں اور بیس رکعت کی جو روایت ہے وہ ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ (العرف الغدی ۱۶۶/۱)
- ۲: ابن عابدین شامی نے بھی کہا کہ یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح حدیث کے مخالف ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ دیکھئے منہ الخالق (۶۶/۲)
- ۳: آل دیوبند کے ”شیخ الاسلام“ ابن ہمام حنفی نے بھی فرمایا کہ یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح حدیث کے مخالف ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔
- (فتح القدیر ۱/۷۰۷ دوسرا نسخہ ۴۲۷، نیز دیکھئے تجلیات صفحہ ۲۴۴-۲۴۵)
- ۴: آل دیوبند کے ”امام“ زیلیعی حنفی نے بھی کہا کہ یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح حدیث کے مخالف ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ (نصب الراية ۱۵۳/۲)
- اتفاق کا مطلب ماسٹر امین اوکاڑوی کے نزدیک اجماع ہے۔ (دیکھئے تجلیات صفحہ ۲۲۵)
- اور اجماعی فیصلوں سے انحراف کرنے والے کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی نے ایک حدیث اس طرح نقل کی ہے: ”آنحضرت ﷺ نے اجماعی فیصلوں سے انحراف کرنے والے کو شیطان اور دوزخی قرار دیا ہے (مشکوٰۃ)“ (تجلیات ۱۸۹/۶)
- ۵: آل دیوبند کے ”امام اہل سنت“ عبد الشکور لکھنوی نے لکھا ہے: ”اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی۔ مگر...“ (علم الفقہ ص ۱۹۸ حصہ دوم دوسرا نسخہ ص ۱۹۵)
- تنبیہ: اس کے بعد لکھنوی نے یہ جھوٹ لکھا ہے کہ ”فاروق اعظم نے اپنی خلافت کے زمانہ میں بیس رکعت پڑھنے کا حکم فرمایا اور جماعت قائم کر دی۔“
- اس لکھنوی جھوٹ کے برعکس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے گیارہ رکعت پڑھنے کا حکم ثابت ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ
- ۶: آل دیوبند کے ”مولانا“ امجد سعید نے ابراہیم بن عثمان کی اسی روایت کے بارے

میں لکھا ہے: ”ہم مانتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے لیکن اس روایت کا ضعف...“

(سیف حنفی ص ۱۸۸)

۷: آل دیوبند کے ”شہید اور مفتی“ محمد یوسف لدھیانوی نے لکھا ہے: ”مگر اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان راوی کمزور ہے۔ اس لئے یہ روایت سند کے لحاظ سے صحیح نہیں مگر جیسا کہ...“ (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۲۷۱-۲۷۲ حصہ دوم، دوسرا نسخہ ص ۴۷۵)

۸: جمیل احمد ندیری نے اسی روایت کے متعلق لکھا ہے: ”اس کے سلسلہ سند میں بھی ایک ضعیف راوی ابراہیم بن عثمان موجود ہے۔“ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز ص ۳۰۴) ان عبارات میں اگر مگر اور لیکن وغیرہ والی باتیں تو جھوٹ اور فراڈ ہیں، ان کے علاوہ بھی آل دیوبند کے کئی اکابر نے اس حدیث یا اس کے راوی ابراہیم بن عثمان پر جرحیں کی ہیں مثلاً:

۹: محمد زکریا دیوبندی تبلیغی جماعت والے (اوجز المسالک ص ۳۹۷)

۱۰: آل دیوبند کے ”شیخ الاسلام“ شبیر احمد عثمانی (فتح الملہم ص ۳۲۰/۲)

۱۱: آل دیوبند کے ”محقق“ نیموی (آثار السنن ص ۲۵۴، دوسرا نسخہ ص ۲۰۴)

۱۲: ”مفتی“ کفایت اللہ دہلوی (کفایت المفتی ص ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۹، ۳۶۲)

۱۳: محمد یوسف بنوری (معارف السنن ص ۵۴۶/۲)

۱۴: آل دیوبند کے ”شیخ الاسلام“ محمد تقی عثمانی (درس ترمذی ص ۲۵۹/۲، ۳۰۴/۳)

۱۵: طحاوی حنفی (مراقی الفلاح ص ۴۱۱)

۱۶: خیر محمد جالندھری (خیر الفتاویٰ ص ۵۸۷/۲)

۱۷: بدر الدین عینی حنفی (عمدة القاری ص ۱۲۸/۱۱)

۱۸: ابوبکر غازی پوری (ارمغان حق ص ۶۰/۱)

۱۹: آل دیوبند کے ”مفتی“ عزیز الرحمن نے مختلف قلابازیوں کے ساتھ تسلیم کیا ہے:

”ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن یہ کچھ مضرت نہیں...“

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند یعنی عزیز الفتاویٰ ص ۲۴۹/۱)

- ۲۰: عبدالحی لکھنوی (التعلیق المجدد ص ۱۴۲، تحفۃ الاخیار ص ۵۰، مجموعہ فتاویٰ ۳۳۱/۱)
- ۲۱: رشید احمد گنگوہی (الرای الخ مندرجہ مجموعہ رسائل: ۱۸۰، تالیفات رشیدیہ ص ۳۱۵)
- ۲۲: قدوری حنفی نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے: ”و لأن أبا شیبہ
إبراهیم بن عثمان قاضی واسط کذاب“ اور کیونکہ بے شک واسط کا قاضی ابوشیبہ
ابراہیم بن عثمان کذاب (جھوٹا) ہے۔ (الترید ۲۰۳، فقرہ: ۶۳۲ طبع مکتبہ محمودیہ قندھار افغانستان)
ان کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن ہم
نے صرف آل دیوبند اور ان کے اکابر پر اکتفا کیا ہے۔ نیز گھسن کی نقل کردہ روایت کا تعلق
دیوبندی اصولوں کے مطابق تراویح کے ساتھ بنتا ہی نہیں کیونکہ انوار خورشید دیوبندی نے
لکھا ہے: ”تراویح اس نماز کو کہتے ہیں جو رمضان کی راتوں میں جماعت کے ساتھ ادا کی
جاتی ہے“ (حدیث اور الہدیت ص ۶۷۱)
- اور گھسن کی نقل کردہ روایت کی ایک سند میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ رکعتیں بغیر جماعت
کے تھیں۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۴۹۶/۲)
- ماسٹر امین اوکاڑوی نے گھسن کی نقل کردہ روایت کے متعلق لکھا ہے:
”یہ گھر کا واقعہ ہے جو بغیر جماعت کا ہے، اسے عبداللہ بن عباسؓ کے سوا کسی نے روایت
نہیں کیا اور...“ (تجلیات صفر ۲۲۹/۳)
- پس گھسن کی نقل کردہ اس روایت سے بیس رکعات تراویح تو ثابت نہ ہوئیں البتہ یہ
ثابت ہو گیا کہ آل دیوبند ایک بے اصول اور متناقض و متعارض فرقہ ہے۔
- گھسن کی ”دلیل نمبر ۳: عن أبي بن كعب رضي الله عنه ان عمر بن الخطاب رضي
الله عنه امر ابي بن كعب رضي الله عنه ان يصلي بالليل في رمضان فقال ان الناس
يصومون النهار لا يحسنون ان يقرأوا فلو قرأت القرآن عليهم بالليل . فقال: يا امير
المؤمنين! هذا شيء لم يكن . فقال: قد علمت و لكنه احسن . فصلى بهم عشرين
ركعة . ⑤
- ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب

رضی اللہ عنہ کو کم دیا کہ وہ رمضان شریف کی رات میں نماز (تراویح) پڑھائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات) قرأت (قرآن) اچھی نہیں کرتے۔ تو قرآن مجید کی رات کو تلاوت کرے تو اچھا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اے امیر المؤمنین! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے۔ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز (تراویح) پڑھائی۔

(۲) اتحاف الخیرۃ المہرۃ علی المطالب العالیہ ج ۲ ص ۲۲۴ حدیث ۲۳۹۰

(قافلہ... جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۳ ص ۶۳)

الجواب: الیاس گھسن نے اس روایت کو بلا سند نقل کیا ہے جبکہ باقی روایات کو باسند ذکر کیا ہے، اس روایت کی سند نہ نقل کرنے میں کیا حکمت تھی اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔؟! البتہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو جعفر الرازی ہے، اسی ابو جعفر نے ایک روایت یوں بیان کی کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں وفات تک ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے۔“ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۰۱/۲)

یہ روایت چونکہ آل دیوبند کے مسلک کے خلاف تھی، اس لئے انھوں نے ابو جعفر الرازی پر جرح نقل کر کے مذکورہ روایت کو ضعیف قرار دیا۔ چنانچہ:

۱: ابن ترکمانی حنفی کے کلام کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے: ”میں کہتا ہوں یہ روایت صحیح کس طرح ہوئی جب ربیع بن انس سے روایت کرنے والا ابو جعفر الرازی متکلم فیہ ہے، امام احمد اور امام نسائی نے کہا ہے کہ قوی نہیں ابو زرہ بہم کثیرا کہتے ہیں فلاں فرماتے ہیں سنی الحفظ ہے ابن حبان کا کہنا ہے مشاہیر سے مناکیر روایت کرتا ہے۔“ (الجوہر النقی ۲۰۱/۲)

اس کے علاوہ ابو جعفر الرازی کی روایت کو

۲: آل دیوبند کے ”امام“ زیلیعی حنفی نے نصب الراية (۱۳۲۲) میں ضعیف کہا۔

۳: آل دیوبند کے ”شیخ الاسلام“ ابن ہمام نے ضعیف کہا۔ (فتح القدیر ۵/۳۷۵)

۴: آل دیوبند کے ”محقق“ نیوی نے ضعیف کہا۔ (آثار السنن: ۲۱۱)

۵: زکریا دیوبندی تبلیغی جماعت والے نے ضعیف کہا۔ (اوجز المسالك ۱۲۳/۲)
۶: آل دیوبند کے ”امام“ سرفراز صفدر نے ابو جعفر الرازی کی بیان کردہ روایت کو صحیح تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا: ”تو اس کی سند میں ابو جعفر الرازی ہے اس پر خاصا کلام ہے۔“ (خزان السنن حصہ دوم ص ۱۴۹، نمبر مسلسل ص ۳۹۹)
بریلوی ”شیخ الحدیث“ غلام رسول سعیدی نے ضعیف کہا۔ (شرح صحیح مسلم ۳۲۷/۲)
گھسن کی ”دلیل نمبر ۴: قال الامام الحافظ المحدث علی بن الجعد الجوهري حدثنا علی انا ابن ابی ذئب عن یزید بن خصيفة عن السائب بن یزید قال كانوا يقومون علی عهد عمرؓ فی شهر رمضان بعشرين ركعة و ان كانوا لیقرؤون بالمئين من القرآن . ⑤
ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان شریف کے مہینہ میں بیس رکعات (نماز ترواتیج) پابندی سے پڑھتے اور قرآن مجید کی دو سو آیات پڑھتے تھے۔

(۳) مسند ابن الجعد ص ۴۱۳ حدیث نمبر ۲۸۲۵ و معرفۃ سنن والاثر بہتقی ج ۲ ص ۳۰۵ حدیث نمبر ۱۳۶۵
باب قیام رمضان۔ “ (قالہ... ج ۴ ص ۶۳ شمارہ نمبر ۳)
الجواب: اس روایت کے ترجمہ میں گھسن نے لفظ ”پابندی“ کا اضافہ کر دیا ہے جبکہ انوار خورشید نے یہ لفظ نہیں لکھا۔ (دیکھئے حدیث اور الہدایت ص ۶۴۰)
اس روایت کی سند میں ایک راوی یزید بن خصیفہ ہیں، انھوں نے اپنے سے زیادہ ثقہ محمد بن یوسف کی مخالفت کی ہے لہذا یہ روایت شاذ ہے۔

[تنبیہ: روایت مذکورہ میں علی بن الجعد نے ”أنا علي“ نہیں کہا بلکہ ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد البغوی نے ”أنا علي“، یعنی ہمیں علی بن الجعد نے روایت بیان کی، کہا ہے لہذا قافلہ باطل میں نقل مذکور گھسن کی جہالت کا شاہکار ہے۔]

قارئین کرام! اگر اس روایت کی سند صحیح بھی ثابت ہو جاتی تو یہ روایت منسوخ تھی کیونکہ گھسن کے ترجمہ کے مطابق بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ”لوگ“ بیس رکعات

پڑھتے تھے، عرض ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں اور پھر انھوں نے لوگوں کو گیارہ رکعات ہی پڑھائیں اور سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے اپنا عمل بھی گیارہ رکعات پڑھنا ہی بتایا۔ اتنی وضاحت کے باوجود (نامعلوم) لوگوں کے عمل پر اصرار کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہم قارئین کے اطمینان کے لئے ”تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ“ سے بعض اضافے کے ساتھ تینوں روایات نقل کر دیتے ہیں:

دلیل نمبر ۱: سیدنا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ لوگوں کو (رمضان میں رات کے وقت) گیارہ رکعات پڑھائیں۔ (موطأ امام مالک ۱۱۴/۱ ح ۲۴۹، السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۲ ص ۴۹۶)

یہ حدیث بہت سی کتابوں میں موجود ہے۔ مثلاً:

- ① شرح معانی الآثار (۲۹۳/۱) واحتج بہ
- ② المختارۃ للحافظ ضیاء المقدسی (بحوالہ کنز العمال ۸/۴۰۷ ح ۲۳۴۶۵)
- ③ معرفۃ السنن والآثار للبیہقی (ق ۳۶۷ ص ۳۶۸، مطبوع ۳۰۵/۲ ح ۱۳۶۶ ب)
- ④ قیام اللیل للمروزی (ص ۲۰۰)
- ⑤ مصنف عبدالرزاق (بحوالہ کنز العمال ۵/۲۳۴ ح ۲۳۴۶۵)
- ⑥ مشکوٰۃ المصابیح (ص ۱۱۵ ح ۱۳۰۲)
- ⑦ شرح السنۃ للبیہقی (۲۰/۲ تحت ح ۹۹۰)
- ⑧ المہذب فی اختصار السنن الکبریٰ للذہبی (۲/۴۶۱)
- ⑨ کنز العمال (۸/۴۰۷ ح ۲۳۴۶۵)
- ⑩ السنن الکبریٰ للنسائی (۳/۱۱۳ ح ۴۶۸)

اس فاروقی حکم کی سند بالکل صحیح ہے، اور اس کی دس (۱۰) دلیلیں درج ذیل ہیں: دلیل نمبر ۱: اس کے تمام راوی زبردست قسم کے ثقہ ہیں اور سند متصل ہے۔

- دلیل نمبر ۲: اس سند کے کسی راوی پر کوئی جرح نہیں ہے۔
- دلیل نمبر ۳: اسی سند کے ساتھ ایک روایت صحیح بخاری کتاب الحج میں بھی موجود ہے۔
- (ج ۱۸۵۸)
- دلیل نمبر ۴: شاہ ولی اللہ دہلوی نے ”اہل الحديث“ سے نقل کیا ہے کہ موطأ کی تمام احادیث صحیح ہیں اور یہ موطأ کی روایت ہے۔ (دیکھئے حجة اللہ البالغہ ۲/۲۴۱، اردو)
- دلیل نمبر ۵: طحاوی حنفی نے ”فہذا يدل“ کہہ کر یہ اثر بطور حجت پیش کیا ہے۔
- (شرح معانی الآثار ۲/۲۹۳)
- دلیل نمبر ۶: ضیاء المقدسی نے المختارہ میں یہ اثر لا کر اپنے نزدیک اس کا صحیح ہونا ثابت کر دیا ہے۔ (دیکھئے اختصار علوم الحديث ص ۷۷)
- دلیل نمبر ۷: امام ترمذی نے اس جیسی ایک سند کے بارے میں کہا: ”حسن صحيح“
- (ج ۹۲۶)
- دلیل نمبر ۸: اس روایت کو متقدمین میں سے کسی ایک محدث نے بھی ضعیف نہیں کہا۔
- دلیل نمبر ۹: علامہ باجی نے بھی اس اثر کو تسلیم کیا ہے۔
- (موطأ بشرح الزرقانی ۲/۲۳۸ ج ۲۳۹)
- دلیل نمبر ۱۰: مشہور غیر اہل حدیث محمد بن علی النیموی (متوفی: ۱۳۲۲ھ) نے اس روایت کے بارے میں کہا: ”وإسناده صحيح“ اور اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص ۲۵۰)
- دلیل نمبر ۲: مصنف ابن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ) میں ہے کہ ”إن عمر جمع الناس على أبي و تميم فكانا يصليان إحدى عشرة ركعة إلخ“ بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی (بن کعب) اور تمیم (الداري) رضی اللہ عنہما پر جمع کیا، پس وہ دونوں گیارہ رکعات پڑھاتے تھے۔ (۷۶۷۰ ج ۳۹۲/۲)
- اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے اور اس کے سارے راوی صحیح بخاری و صحیح مسلم کے ہیں اور بالا جماع ثقہ ہیں۔

دلیل نمبر ۳: سیدنا السائب بن یزید (صحابی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”کنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه بإحدى عشرة

ركعة“ إلخ

ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے
... إلخ (سنن سعید بن منصور بحوالہ الحاکمی للفتاویٰ ۳۴۹/۱ وحاشیہ آثار السنن ص ۲۵۰)

اس روایت کے تمام راوی جمہور کے نزدیک ثقہ و صدوق ہیں۔

جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

”وفي مصنف سعيد بن منصور بسند في غاية الصحة“

اور یہ (گیارہ رکعات والی روایت) مصنف سعید بن منصور میں بہت صحیح سند کے ساتھ ہے۔

(المصنف في صلاة التراويح للسيوطي ص ۱۵، الحاکمی للفتاویٰ ۳۵۰/۱)

لہذا ثابت ہوا کہ گیارہ رکعات قیام رمضان (تراویح) پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔

(رضی اللہ عنہم اجمعین)

گھسن کی ”دلیل نمبر ۵: قال الامام الحافظ المحدث ابو بكر البيهقي اخبرنا ابو عبد

الله الحسين بن محمد بن الحسين بن فنجويه الدينوري بالدامغان ثنا احمد بن محمد

بن اسحاق السنن انبا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز البغوي ثنا علي بن الجعد انبا

ابن ابي ذئب عن السائب بن يزيد قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضي

الله عنه في شهر رمضان بعشرين ركعة قال و كانوا يقرئون بالمئين و كانوا يتوكتون

على عصيهم في عهد عثمان بن عفان رضي الله عنه من شدة القيام . ①

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں

رمضان شریف میں بیس رکعات (نماز تراویح) پابندی سے پڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ قرآن مجید کی

دو سو آیات تلاوت کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ قیام کے (لمبا

ہونے کی وجہ سے) اپنی (لاٹھیوں) پر ٹیک لگاتے تھے۔

.....

(۱) سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان “

(قاقلہ ج ۳ شمارہ ۳ ص ۶۴)

اس روایت کی سند بھی علی بن جعد سے لے کر سائب بن یزید رضی اللہ عنہ تک وہی ہے جو دلیل نمبر ۴ کے تحت گزر چکی ہے، البتہ سند نقل کرتے ہوئے خود گھسن سے یا کمپوزر سے یزید بن خثیفہ کا واسطہ گر گیا ہے یا پھر یہ حرکت جان بوجھ کر کی گئی ہے۔ واللہ اعلم اور اگر ایسی غلطی کسی مخالف سے ہو جاتی تو گھسن اینڈ پارٹی سے کوئی بعید نہ تھا کہ اسے بددیانتی قرار دیتے۔ نیز گھسن مذکور کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ آل دیوبند کی انتہائی معتبر کتاب ”حدیث اور الہدایت“ (ص ۶۴۷) کے مطابق ۸۳ھ سے پہلے ہی لوگوں نے یہ کام شروع کر رکھا تھا کہ بیس دن تک تو بیس رکعتیں پڑھتے اور آخری نو یا دس دنوں میں ۲۴ رکعتیں پڑھتے تھے اور قنوت دوسرے نصف (یعنی ۱۴ یا ۱۵ دن ہی) میں پڑھتے تھے جبکہ آل دیوبند کا عمل بھی ”لوگوں“ کے اس عمل کے خلاف ہے۔ ”لوگوں“ نے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دور میں سجدہ کے وقت تکبیر بھی چھوڑ رکھی تھی۔ (سنن نسائی ۱۲۴۲ ج ۱ ص ۸۸۴)

نیز دیکھئے آل دیوبند کی کتاب: ”غیر مقلدین کیا ہیں؟“ (ج ۱ ص ۵۲۵-۵۲۶)

گھسن کی ”دلیل نمبر ۶: قال الامام الحافظ المحدث ابو داؤد حدثنا شجاع بن مخلد نا هشیم انا یونس بن عبید عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمع الناس علی ابی بن کعب فی قیام رمضان، فكان یصلی بهم عشرين رکعة ① ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں نماز ترواح پڑھنے کے لئے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر لوگوں کو جمع کیا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو بیس رکعات (نماز ترواح) پڑھاتے تھے۔

(۲) سنن ابی داؤد ص ۴۲۹ باب القنوت فی الوتر، طبع عرب، سیر اعلام النبلاء امام ذہبی ج ۳ ص ۷۶

(قاقلہ ج ۳ شمارہ ۳ ص ۶۴)

الجواب: اولاً یہ روایت عشرين رکعة، کے الفاظ سے قطعی طور پر ثابت نہیں بلکہ آل

دیوبند نے سنن ابی داود میں تحریف کی ہے، تفصیل کے لئے تحفہ حنفیہ کی طرف مراجعت کریں۔

ثانیاً: متن روایت میں صحیح الفاظ عشرين ليلة (بیس راتیں) کے ہیں، رہا یہ مسئلہ کہ جامع المسانید اور سیر اعلام النبلاء میں رکعت کا لفظ ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ سیر میں تصحیف ہے اور مسانید میں کتابت کی غلطی ہے۔ حافظ ابن کثیر اور حافظ ذہبی سے قبل امام بیہقی نے السنن الکبریٰ (۴۹۸/۲) میں، نیز ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر (۳۷۵/۱) میں عشرين ليلة کے الفاظ نقل کئے ہیں اور حافظ ابن کثیر اور علامہ ذہبی کے معاصر امام مزی (متوفی ۴۲۷ھ) نے تحفۃ الاشراف (۱۲/۱) ابن ملقن نے البدر المنیر (۳۶۶/۳) زیلعی حنفی نے نصب الراية (۱۲۶/۲) اور خطیب تبریزی نے مشکوٰۃ (۱۲۹۳) میں مذکورہ روایت کو عشرين ليلة کے الفاظ سے ہی سنن ابی داود سے نقل کیا ہے، نیز بعد میں ابن نجیم (البحر الرائق ۴۰۲/۲) اور حلبی (مستملی ص ۴۱۶) نے لیلۃ کے لفظ سے ہی ذکر کیا ہے۔ ملخصاً تنبیہ: حال ہی میں محمد عوامہ حنفی تقلیدی کی تحقیق سے سنن ابی داود کا جو نسخہ چھپا ہے، اس میں سات آٹھ نسخوں کو سامنے رکھا گیا ہے، اس نسخے میں بھی عشرين ليلة ہی ہے۔ محمد عوامہ نے لکھا ہے: ”من الأصول کلها“ سارے کے سارے بنیادی نسخوں میں یہی الفاظ ہیں۔ (سنن ابی داود تحقیق محمد عوامہ ۲۵۶/۲)

روایت مذکورہ کے متن کا ترجمہ اور مفہوم درج ذیل ہے:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کر دیا اور انھیں بیس راتیں نماز پڑھاتے رہے اور قنوت صرف آخری نصف میں پڑھا کرتے اور آخری دس دنوں میں سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز گھر میں ہی پڑھتے اور لوگ کہتے: اُبی بھاگ گئے۔ (سنن ابی داود: ۱۲۳۹)

متن روایت پر غور کریں، اس میں رمضان کے مہینے کو تین عشروں میں تقسیم کیا گیا ہے، آخری دس دنوں میں سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز گھر میں پڑھا کرتے، جبکہ رمضان کی پہلی بیس راتوں میں سے قنوت صرف نصف آخر میں پڑھا کرتے تھے۔ بلفظ دیگر رمضان کے

صرف درمیانی دس دنوں میں ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔ اگر یہاں لیلۃ کے بجائے رکعت کا لفظ رکھا جائے تو متن روایت کا یہ مفہوم بن جاتا ہے کہ بیس رکعات میں سے آخری دس دنوں میں قنوت پڑھا کرتے تھے، حالانکہ بیس رکعات تراویح کے قائلین سارا مہینہ قنوت پڑھتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ لفظ رکعت نہیں بلکہ لیلۃ ہے۔ اس اندرونی گواہی کو چھپانے کے لئے گھمن صاحب نے یہ چال چلی ہے کہ متن روایت کو تقلیدی آری سے ذبح کرتے ہوئے مکمل نقل ہی نہیں کیا۔ (ملخصاً از افادات مولانا محمد داود ارشد حفظہ اللہ)

قارئین کرام! یہاں تو متن روایت کی بحث تھی، اب اس روایت کی سند پر بحث ملاحظہ فرمائیں:

۱: آل دیوبند کے نزدیک بڑے معتبر حنفی امام بدرالدین عینی نے لکھا ہے: ”ان فیہ انقطاعاً فإن الحسن لم يدرك عمر بن الخطاب“ اس روایت میں انقطاع ہے کیونکہ حسن بصری نے عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو نہیں پایا۔ (شرح سنن ابی داود ۵/۳۴۳)

قارئین کرام! اگر حسن بصری کی کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہ ہو اور کوئی بریلوی ”مولوی“ اس روایت کو دلیل بنائے تو آل دیوبند کے ”امام“ سرفراز خان صفدر اسے یوں سمجھتے ہیں: ”مولوی صاحب کا اس حدیث سے استدلال باطل اور مردود ہے اولاً اس لیے کہ اس کی سند میں الحسن البصری (المتوفی ۱۱۰ھ) عن عمران بن حصینؓ ہے۔ امام ابو حاتم یحییٰ بن سعید القطانؒ، علی بن المدینیؒ اور ابن معینؒ وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ حسنؒ کی حضرت عمرانؓ سے سماعت ثابت نہیں ہے۔ (دیکھئے تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۶۸) اور حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ:- کان یرسل کثیراً و یدلس (تقریب ص ۸۷) حسنؒ کثرت سے ارسال اور تدلیس کیا کرتے تھے۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ:-

و هو مدلس فلا یحتج بقوله عن من لم يدركه (تذکرہ ج ۱ ص ۶۷)

وہ مدلس ہیں جب وہ اس شخص سے روایت کریں جس سے ملاقات نہیں کی تو اُن کی بات

حجت نہیں ہے۔

جب اس کی سماعت ہی صحیح نہیں اور ارسال و تدلیس کا سنگین الزام بھی ان پر عائد کیا گیا ہے۔
تو اصول حدیث کی رو سے یہ روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ اور اس سے احتجاج کیونکر جائز ہو
گا؟“ (ازالۃ الريب ص ۲۳۷)

قارئین کرام! یہ گھر کی گواہی آپ نے ملاحظہ فرمائی تو آپ کی معلومات کے لئے مزید عرض
ہے کہ گھسن کی نقل کردہ مکمل روایت چونکہ حنفی مذہب کے خلاف تھی جیسا کہ عرض کیا جا چکا
ہے لہذا اسی لئے آل دیوبند کے اکابر بھی اسے بڑی شد و مد سے ضعیف قرار دے چکے ہیں
اور اب ان کے نام باحوالہ درج کئے جاتے ہیں:

- ۱: آل دیوبند کے امام زبیلی حنفی کی تحقیق کے لئے دیکھئے نصب الراية (۱۲۶/۲)
- ۲: آل دیوبند کے امام ابن نجیم کی تحقیق کے لئے دیکھئے البحر الرائق (۴۰/۲)
- ۳: آل دیوبند کے امام حلبی حنفی کی تحقیق کے لئے دیکھئے مستملی (ص ۴۱۶)
- ۴: آل دیوبند کے ”محدث اور عقیدہ کے امام“ خلیل احمد سہارنپوری کی تحقیق کے لئے
دیکھئے بذل المجہود (۳۲۹/۲)

تنبیہ: اگر سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم کی طرح گھسن اینڈ کمپنی کے لینے اور دینے کے
پیمانے الگ الگ نہیں تو پھر گھسن کا مذکورہ روایت سے استدلال باطل اور مردود کیوں نہیں؟
گھسن صاحب کی پیش کردہ روایتوں کا حشر آپ نے دیکھ لیا، لہذا یہ کہنا:

”ان احادیث کے علاوہ بھی ہمارے پاس کئی ایک احادیث موجود ہیں...“ کوئی معنی نہیں
رکھتا اور اگر یہ لوگ ایسی کوئی روایت آئندہ پیش کریں گے تو اہل حدیث اس کی تحقیق کر کے
ان لوگوں کو دندان شکن جواب دیں گے۔ ان شاء اللہ

گیارہ رکعات تراویح (۸+۳ مع وتر) کے مفصل دلائل اور شبہات مخالفین کے
جوابات کے لئے دیکھئے کتاب: ”تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ“ اور الحدیث:
۲۹ ص ۵۰- (آٹھ رکعات تراویح اور غیر اہل حدیث علماء)

ضروری اعلانات

- ☆ ایک بدعتی نے قافلہ باطل میں ”فضل ربانی“ کے نام سے ابن فرقد کے بے دلیل دفاع کے لئے تارِ عنکبوت بُنا ہے۔ اس کے دندان شکن اور مسکت جواب کے لئے دیکھئے:
- ”تصدیق تائیدِ ربانی فی جواب: مضمون فضل ربانی، ابطال مزاعم توثیقات ابن فرقد الشیبانی“ شائع شدہ در ماہنامہ ضرب حق سرگودھا (ج ۱ شمارہ: ۲ ص ۲۵-۳۴)
- ☆ یعقوب بن ابراہیم پر جمہور محدثین کی جرح اور غیر مقبول توثیقات کے رد کے لئے دیکھئے: ”قاضی ابو یوسف اور آل دیوبند کی بے بسی“ (ماہنامہ ضرب حق جلد ۱ شمارہ: ۳ ص ۴۴-۴۹)
- ☆ غالی بدعتی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ دیکھئے: ”بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم“ (کتاب)
- ”غالی بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم“ (مضمون)
- ”کیا بدعت کبریٰ والے یعنی غالی بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟“ (مضمون)
- اس آخری مضمون میں دلائل صحیحہ اور تیس (۳۰) حوالوں کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ غالی بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، نیز ہفت روزہ الاعتصام لاہور (جلد ۶۲ شمارہ: ۲۶، ۲۷) میں شائع شدہ ایک مضمون کا مدلل جواب بھی ہے۔ والحمد للہ
- ان تمام مضامین اور کتابوں کے لئے دیکھئے: www.ircpk.com
- ☆ رمضان المبارک کے بعض مسائل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضور (شمارہ: ۶۴) برطانیق ستمبر ۲۰۰۹ء، شمارہ: ۷ ص ۴۴-۴۶)
- ☆ تفسیراتِ عیدین بارہ (۱۲) ثابت ہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا چاہئے۔ دیکھئے الحدیث (شمارہ: ۶۶ برطانیق نومبر ۲۰۰۹ء، شمارہ: ۷ ص ۱۷-۱۸)
- ☆ شوال کے چھ روزوں کے ثبوت اور زرولی خان دیوبندی کے کتاہچے کا جواب: ”صحیح الاقوال فی استحباب صیام ستہ من شوال“ (دیکھئے الحدیث: ۵۱ ص ۴۲-۴۸)
- ☆ اگر بارش نہ ہو تو نماز عید کھلے میدان یا عید گاہ میں پڑھیں۔ (دیکھئے الحدیث: ۷ ص ۸-۱۰)

اعظم المبارکی

احسن الحديث

نزولِ باری تعالیٰ برحق ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾

اور آئے گا تیرا رب اور فرشتے صف در صف (الفجر: ۲۲)

☆ فقہ القرآن: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات کے پہلے تہائی حصے کے گزر جانے کے بعد آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو معاف کر دوں۔ فجر کے طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا رہتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۵۸، دار السلام: ۱۷۷۳)

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا اور فرمائے گا: تم میں جو کوئی جس کی عبادت کرتا تھا وہ اس کے پیچھے لگ جائے۔ چنانچہ جو سورج کی عبادت کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے لگ جائے گا، جو چاند کی عبادت کرتا تھا وہ چاند کے پیچھے لگ جائے گا اور جو طاعنوں کی عبادت کرتا تھا وہ ان کے پیچھے لگ جائے گا۔ پھر یہ اُمت باقی رہ جائے گی اس میں بڑے درجے کے شفاعت کرنے والے بھی ہوں گے یا منافق بھی ہوں گے [ابراہیم (راوی) حدیث] کو ان لفظوں میں شک تھا [پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، وہ جواب دیں گے: ہم اسی مقام پر رہیں گے حتیٰ کہ ہمارا رب آجائے۔ پس جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اُسے پہچان لیں گے..... (صحیح بخاری: ۷۴۷، ملخصاً)

☆ مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود نہیں ہے بلکہ وہ اپنے عرش پر مستوی ہے جیسا کہ قرآن و حدیث اور اجماع سلف صالحین سے ثابت ہے۔

ابومعاذ

کلمۃ الحدیث

اُونٹ کے آنسو اور ظلم کا خاتمہ

سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو قضائے حاجت کے لئے پردہ کرنے کے لئے دو مقامات زیادہ پسند تھے: اونچا مقام یا کھجوروں کا جھنڈ۔ آپ ایک انصاری آدمی کے باغ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک اونٹ ہے، جب اونٹ نے نبی ﷺ کو دیکھا تو اپنی آواز سے رونے لگا، اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر نبی ﷺ اُس اونٹ کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے آکر کہا: یا رسول اللہ! یہ میرا اونٹ ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا ہے، اس نے میرے سامنے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور (زیادہ) کام لے کر اسے تھکاتے ہو۔ (سنن ابی داؤد: ۲۵۴۹ وسندہ صحیح واصلہ فی صحیح مسلم: ۳۴۲)

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا اور آپ ﷺ بفضلِ تعالیٰ جانوروں کی زبانیں بھی سمجھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ رحمۃ اللعالمین یعنی ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں اور یہ آپ کی صفتِ خاصہ ہے، مخلوقات میں سے کوئی بھی آپ کا اس میں شریک نہیں۔ آپ ﷺ انسانوں اور جنوں کے ساتھ ساتھ جانوروں پر بھی از حد مہربان تھے اور خاص خیال رکھتے تھے تاکہ مخلوق میں سے کسی پر کوئی ظلم نہ ہو اور یہی دینِ اسلام کی دعوت ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو دل و دماغ سے دینِ اسلام قبول کر کے کتاب و سنت کے راستے پر گامزن رہتے ہیں اور پوری کوشش میں مصروف ہیں کہ ساری دنیا امن و سلامتی کا گہوارا بن جائے اور تمام لوگ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔

اے اللہ! کفار اور مشرکین کے دلوں کو اسلام قبول کرنے کے لئے کھول دے اور دنیا سے ظلم، کفر، شرک، بدعات اور تمام گمراہیوں کا خاتمہ فرما۔ آمین (۵/اپریل ۲۰۱۰ء)